نمبر ۱ | مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۷ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بفضل خدا خیریت سے ہیں ۔

۲۰ جولائی مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ مولوی جنڈیالہ ضلع جالندھر ایک مناظرہ کے لئے بھیجے گئے ۔

۲۰ - جولائی مقامی انصار اللہ کی تبلیغی مساعی سے علاقہ بیٹ کے چھ غیر احمدی معززین سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت میں داخل ہوئے ۔ مقامی انصار اللہ کے وفود کی تبلیغی جدوجہد ... مبارک باد ہے ۔

۲۱ - جولائی شیخ عبدالرحمن صاحب مصری بی - اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا - اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔

۲۱ - جولائی کسی قدر بارش ہوئی ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

استغفار سے رُوح کو قوت اور استقامت حاصل ہوتی ہے

"یاد رکھو - کہ دو چیزیں اس امت کو عطا فرمائی گئی ہیں - ایک قوت حاصل کرنے کے واسطے - دوسری حاصل کردہ قوت کو عملی طور پر دکھانے کے لئے - قوت حاصل کرنے کے واسطے استغفار ہے - جس کو دوسرے لفظوں میں استمداد اور استعانت بھی کہتے ہیں - صوفیوں نے لکھا ہے - کہ جیسے ورزش کرنے سے مثلاً مگدروں اور موگریوں کے اٹھانے اور پھیرنے سے جسمانی قوت اور طاقت بڑھتی ہے - اسی طرح پر روحانی مگدر استغفار ہے - اس کے ساتھ رُوح کو ایک قوت ملتی ہے - اور دل میں استقامت پیدا ہوتی ہے جسے قوت لینی مطلوب ہو - وُہ استغفار کرے - غفر ڈھانکنے اور دبانے کو کہتے ہیں - استغفار سے انسان اُن جذبات اور خیالات کو ڈھانپنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے - جو خدا تعالیٰ سے روکتے ہیں - پس استغفار کے یہی معنے ہیں - کہ زہریلے مواد جو حملہ کرکے انسان کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں ان پر غالب آوے - اور خدا تعالیٰ کے احکام کی بجا آوری کی راہ کی روکوں سے بچ کر انہیں عملی رنگ میں دکھائے ۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے - کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں دو قسم کے مادے رکھے ہیں - ایک سمی مادہ ہے جس کا موکل شیطان ہے، اور دوسرا تریاقی مادہ ہے - جب انسان تکبر کرتا ہے - اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے - اور تریاقی چشمہ سے مدد نہیں لیتا - تو سمی قوت غالب آجاتی ہے - لیکن جب اپنے تئیں ذلیل و حقیر سمجھتا ہے اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت محسوس کرتا ہے - اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک چشمہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے اُس کی رُوح گداز ہو کر بہہ نکلتی ہے - اور یہی استغفار کے معنے ہیں [illegible] قوت کو پاکر زہریلے مواد پر غالب آجائے" (الحکم ...)

کہ دوست ہی نہیں۔ بلکہ دشمن بھی معترف ہیں۔ غیر احمدی مناظر اوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئے۔ اور کہنے لگے۔ جب تک دارقطنی کی حدیث انّا لمھدینا آیتین الخ کے ثبوت میں اصل کتاب کو پیش نہ کیا جائیگا میں کسی دلیل کا جواب نہ دونگا۔ اس پر ہماری طرف سے یہ کہا گیا۔ کہ وہ لکھ دیں۔ حدیث مذکور دارقطنی میں نہیں۔ اور اگر نہ ہُوئی۔ تو ہم پچاس روپیہ حرجانہ دیں گے۔ اور فیصلہ اس طرح ہو۔ کہ آیا اس کو علمائے سلف نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ یا نہیں۔ مگر ان پر چونکہ اپنی کمزوری ظاہر تھی۔ اس لئے نہ مانا۔ احمدی مناظر نے مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی محدث اور شیخ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں اور نواب صدیق حسن بھوپالوی کی کتب سے

تبلیغی رپورٹیں

جلسہ شامسکین

۴ - ۵ - جولائی کو جلسہ ہُوا۔ میاں عبد العزیز صاحب لاہوری نے صداقت حضرت مسیح موعود پر۔ گیانی واحد حسین صاحب نے گرنتھ صاحب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر اور مولوی محمد سلیم صاحب نے صداقت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تقریریں کیں۔ صداقت مسیح موعود علیہ السلام اور مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السّلام پر مولوی عبد الخالق صاحب اور حافظ احمد دین صاحب سے مولوی محمد سلیم صاحب کا مباحثہ بھی ہوا جس میں بہت کامیابی ہُوئی:۔ خاکسار دلایت شاہ

ضلع انبالہ میں تبلیغ احمدیت

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ حلقہ انبالہ اطلاع دیتے ہیں۔ خُدا کے فضل سے تبلیغ بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ اور مخالفت بھی کمال کو پہنچ رہی ہے۔ بعض دیہات میں لوگ عاجز کے قتل اور بعض میں مارپیٹ کے ارادے و مشورے کر رہے ہیں۔ ہفتہ زیر رپورٹ میں پانچ کس داخل سلسلہ احمدیہ ہُوئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

ڈگری (علاقہ سندھ) میں مناظرہ

جماعت احمدیہ بڈھاکوٹ اور علاقہ ہذا کے غیر احمدی صاحبان کے مابین ۹ و ۱۰ - جولائی ۱۹۳۱ء کو ڈگری میں حیات مسیح ناصری اور صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر مناظرہ ہُوا۔ احمدیوں کی طرف سے وفات مسیحؑ کے مسئلہ پر بابو اللہ داد صاحب اور غیر احمدیوں کی طرف سے مولوی عبد العزیز صاحب ملتانی اہلحدیث مناظر تھے۔ غیر احمدی مولوی صاحب ہماری آخری تقریر میں نہ ٹھیر سکے۔ اور خلاف شرط پہلے ہی چلے گئے۔

۱۰ - جولائی کو صداقت مسیح موعودؑ کے موضوع پر ہماری طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب اور غیر احمدی صاحبان کی طرف سے عبد الرحیم شاہ صاحب مناظر تھے۔ صدر جلسہ ایک غیر احمدی چوہدری حسین بخش صاحب قرار پائے۔ احمدی مناظر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ۲۴ دلائل پیش کئے۔ ان کے جواب میں غیر احمدی مولوی کے پاس سوائے استہزا اور مذاق کے کچھ نہ تھا۔ چنانچہ صدر جلسہ نے بھی ان کو تنبیہ کی۔ کہ تہذیب سے کام لیں۔ مولوی محمد سلیم [illegible] مناظر کے تمام اعتراضات کا اس خوبی سے قلع قمع کیا

حوالجات پیش کئے۔ جن سے صاف ظاہر تھا۔ کہ حدیث مذکور صحیح ہے۔ مگر فریق مخالف اخیر دم تک یہی عذر پیش کرتا رہا۔ کہ بغیر کسی شرط کے پہلے پچاس روپیہ غیر احمدی پریزیڈنٹ کو دیئے جائیں۔ یا اصل کتاب دکھائی جائے۔ صدر صاحب نے آخر تنگ آکر مناظرہ کے اختتام کا اعلان کر دیا۔

خاکسار غلام محمد سکرٹری تبلیغ از بڈھاکوٹ

کوروال (ضلع سیالکوٹ) میں تقریریں

۷ - جولائی ۱۹۳۱ء و ۸ - جولائی ۱۹۳۱ء مولوی ظہور حسین صاحب نے دو تقریریں کیں۔ جن کا اثر خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھا ہوا۔ سامعین بہت خوش ہُوئے۔ پہلی تقریر اسلام بمقابلہ عیسائیت پر ہوئی اور دوسری تقریر سیرت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

خاکسار محمد حسین قریشی کوروال

تتلے عالی (گوجرانوالہ) میں تبلیغ

۸ - جولائی ۱۹۳۱ء کو شیخ محمد عنایت اللہ صاحب نے مسئلہ ختم نبوت اور اجرائے نبوت پر ڈیڑھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ جسے سامعین نے کمال ذوق کے ساتھ سُنا۔ دُوسرے دن ۹ - جولائی ۱۹۳۱ء کو وفات مسیح علیہ السلام پر تقریر کی۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات از روئے قرآن کریم و احادیث و اقوال بزرگان نہایت احسن طریق اور مؤثر پیرایہ میں ثابت کی گئی۔ جسے سُنکر حاضرین نے نہایت فراخدلی سے وفات مسیح کا اقرار کیا۔

۱۰ - جولائی ۱۹۳۱ء کو احباب کے اصرار پر دوبارہ وفات مسیح علیہ السلام پر تقریر کی گئی۔ یہ پہلے دن والی وفات مسیح علیہ السلام کی تقریر سے بھی زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہُوئی۔ چوتھی تقریر ۱۲ - جولائی ۱۹۳۱ء بوقت شب کی۔ تقریر صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تھی۔ سامعین نے نہایت ذوق وشوق سے اول سے آخر تک تقریر کو سُنا

خاکسار شیخ غلام محمد سوداگر چرم از مقام موضع تتلے (گوجرانوالہ)

صوبہ سرحد کی تبلیغی تنظیم کے لئے

ضروری اعلان

کرمی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب ٹوپی صوبہ سرحد کے لئے مہتمم تبلیغ مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ تمام صوبہ میں تبلیغ کرنے اور کرانے کے ذمہ دار ہونگے۔ اُن کا ہیڈ کوارٹر ٹوپی ہوگا۔

صوبہ سرحد کی تمام انجمنوں کو چاہیئے۔ کہ وہ صاحبزادہ صاحب موصوف سے ہر طرح تعاون کرکے ان کی ہدایت کے مطابق تبلیغی کام کو مفید اور بہتر بنانے کی کوشش کرکے عند اللہ اجر عظیم کا اپنے آپ کو مستحق بنائیں۔ اور اپنی تبلیغی رپورٹوں کی ایک کاپی مرکز سلسلہ میں۔ اور دوسری کاپی صاحبزادہ صاحب کے پاس بھجوایا کریں۔ اور اگر صوبہ ھذا میں مزید کسی مبلغ کی ضرورت ہو۔ تو اُن کے توسط سے وہ درخواست میرے پاس آنی چاہیئے۔

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان۔

کشمیر میں خونِ مسلم کی ارزانی

الحذر اے مسلمِ صیدِ حوادث الحذر
دامنِ کشمیر پر دھبے پڑے ہیں خُون کے
تیری قوت سے تو مرحب بھی ہوا تھا سرنگوں
تیری ہیبت سے تھے لرزاں مالکانِ تخت و تاج
آج کیوں تیری رگوں کے خُون میں حدت نہیں
دشمنانِ بدگہر کی شانِ تمردی تو دیکھ
ظالمانِ ہند نے توڑے ستم وہ الاماں

دیکھ برقِ اُقتلوا کی خُدارا کر نظر
اور تُو سویا پڑا ہے۔ اُف تری غیرت کدھر
تیرے بازو سے تو تھا ٹکڑے ہُوا خیبر کا در
تیرے دم سے قیصر و کسریٰ ہُوئے زیر و زبر
صَولتِ فاروقِ اعظم رض کس لئے ہے مستتر
گولیوں سے چھید ڈالے سینہ و قلب و جگر
گرگ بھی دانتوں تلے انگلی دبائیں دیکھ کر

رقصِ بسمل منظرِ خونیں تماشا کر دیا
ظالموں نے ظلم سے دِل پارا پارا کر دیا

اَے اسیر حلقۂ زنجیر غم صیدِ ملال
توڑ دے زنداں کا در اور سانس حریت کا لے
ساحروں کی شکل میں گر سامنے آئیں عنید

تُو نے گر جینا ہے دکھلا اپنی قوت کے کمال
کاٹ دے تیغِ محبت سے عداوت کے نہال
موسوی سونٹا چلا ٹکڑے ہو تا دامِ جبال

پرچمِ جنا قانی و مغفور کر پیوندِ خاک
پھر بٹھا عالم پہ اپنی چار سو مردانہ دھاک

طاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۱ قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۱ء جلد ۱۹

کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کے خلاف

ہندو پریس کا شرمناک رویہ

مسلمانان سری نگر کے پُرامن۔ نہتے اور بے بس مجمع کو ریاستی حکام نے گولیوں کا نشانہ بنا کر جہاں اپنی وحشت و درندگی اور مسلمانان ریاست کی بے کسی و مظلومی کو انتہا تک پہونچا دیا ہے۔ وہاں ہندو پریس نے نہ صرف اس شرمناک فعل کی تائید اور حمایت کر کے بلکہ ریاستی حکام کو اور ظلم و ستم کرنے کی تحریک کر کے اپنی افسوسناک ذہنیت نمایاں کر دی ہے۔ یوں تو ہندوؤں کے موجودہ رویہ اور مسلمانوں کے متعلق خطرناک اور تباہ کن ارادوں کے لحاظ سے ان سے کسی قسم کی بھلائی اور انصاف کی توقع ہی رکھنا فضول ہے۔ لیکن کشمیر کے مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر بلاوجہ اور بلاقصور جو ظلم روا رکھا گیا۔ اور جس تشدد سے کام لیا گیا ہے۔ اسے حق بجانب قرار دینے کے لئے ہندو اخبارات نے جو رویہ اختیار کیا۔ وُہ نہایت ہی شرمناک ہے :۔

مسلمانان سری نگر کا قصور

۱۳- جولائی کو سری نگر میں جن مسلمانوں پر بے تحاشا گولیاں برسائی گئیں۔ ان کا قصور سوائے اس کے کچھ نہ تھا۔ کہ وُہ ایک گرفتار بلا غریب الوطن مسلمان کے مقدمہ کا فیصلہ سُننے کے لئے جو محض ان کے حق میں ہمدردی کے چند الفاظ کہنے کی وجہ سے حکام ریاست کی گرفت میں آچکا تھا۔ جیل کے دروازہ پر جمع ہُوئے تھے۔ اور جو پولیس کی لاٹھیاں کھانے کے باوجود نہایت پُرامن رہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا مجمع کسی قانون کے لحاظ سے منع نہیں۔ اور ہندوستان کے طول و عرض میں ہندوؤں کے نہ صرف اس قسم کے مجمعے بلکہ نہایت بے لگام اور شورش انگیز مجمعے روزمرہ کی بات ہے۔ ان کی فتنہ پردازی - اور اشتعال انگیزی کو روکنے کے لئے جب کسی جگہ پولیس نے لاٹھی بھی استعمال کی۔ تو تمام چھوٹے بڑے ہندو آسمان سر پر اٹھا لیتے رہے اور حکومت کو اس کا ذمہ وار قرار دے کر ظلم و ستم کی مرتکب قرار دیتے رہے ہیں۔ مگر اب ان کی نگاہ میں مسلمانان سری نگر کا جمع ہونا بہت بڑا قصور ہے :۔

مسلمانوں کے قصور وار ہونے کی وجہ

اگر ان لوگوں میں انصاف اور انسانیت کا ایک ذرہ بھی باقی ہوتا۔ تو سری نگر کے واقعہ ہائلہ کے خلاف پُورے زور کے ساتھ آواز اٹھاتے۔ اور جو لوگ اس فعل شنیعہ کے مرتکب ہُوئے۔ انہیں سخت سے سخت سزا دینے کا مطالبہ کرتے۔ لیکن گولیوں کا نشانہ بننے والے چونکہ مسلمان تھے۔ اور گولیاں برسانے والے ہندو۔ اس لئے ہندوؤں کو سارا قصور مسلمانوں کا نظر آیا۔ اور گولیاں برسانے والے بالکل بے گناہ دکھائی دیئے۔ اس بنا پر انہوں نے سارا زور اس بات پر صرف کرنا شروع کر دیا۔ کہ اس مشق ستم کو اور زیادہ زور اور زیادہ طاقت۔ اور زیادہ اہتمام کے ساتھ جاری رکھا جائے۔ انہیں متعدد مسلمانوں کے قتل اور بیسیوں مسلمانوں کے زخمی ہونے کا تو خیال تک نہ آیا۔ اور سینکڑوں مسلمانوں کی گرفتاری سے بھی ان کے دل ٹھنڈے نہ ہُوئے۔ ہاں انہوں نے "سری نگر میں بغاوت" کا شور مچانا اور یہ مطالبہ کرنا شروع کر دیا۔ "باغیوں کو ایسی عبرت ناک سزائیں دی جائیں۔ جو دوسروں کے لئے تازیانہ عبرت ہوں" (ملاپ ۱۷- جولائی)

اسی طرح "پرتاپ" (۱۸- جولائی) نے لکھا "سخت ہاتھ کے ساتھ فسادات کو کچل کر رکھ دینے کی ضرورت ہے"!

ہندو قاتلوں کے حامی مسلمان مقتولین کے خلاف

یہ کشمیر کے مظلوم اور بیکس مسلمانوں کے متعلق ان لوگوں کا مطالبہ ہے جنہوں نے بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو عدالت کے فیصلہ کے بعد جب سزا دی گئی۔ تو شور و شر کا طوفان برپا کر دیا۔ ان کی ہمدردی اور تعریف و توصیف کے لئے جلسے منعقد کئے۔ ہڑتالیں کیں۔ جلوس نکالے اور وُہ کچھ کہا۔ جو ان کے مونہہ میں آیا۔ اسی طرح دوسرے تشدد کا ارتکاب کرنے اور سرکاری افسروں کی جانیں لینے والے ہندوؤں کو جب عدالتی طور پر جرم ثابت کرنے کے بعد سزائیں دی گئیں۔ تو ہر ایک ہندو کا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ گاندھی جی تک نے اول تو ایسے لوگوں کی رہائی کے لئے سارا زور صرف کیا۔ حکومت پر ہر قسم کا دباؤ ڈالا۔ لیکن جب کوئی بس نہ چلا۔ تو اس "روح" کی جس سے متاثر ہو کر انہوں نے تشدد کا ارتکاب کیا تھا۔ تعریف کرنے لگ گئے :۔

جن لوگوں کا یہ طریق عمل ہو۔ جو حکومت کے خلاف قتل و غارت کے سامان مہیا کرنے والوں کے مداح ہوں۔ جو سرکاری افسروں کو قتل کرنے والوں کے حامی ہوں۔ جو تشدد کا ارتکاب کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کے تمام طریق استعمال کر رہے ہوں۔ ان کا ایسے مسلمانوں کو کشتنی اور گردن زدنی قرار دینا جو بقول ان کے باوجود "لاٹھیوں - چھڑیوں اور پتھروں" کے سے نو ایجاد اسلحہ سے مسلح ہونے کے پُرامن رہے مسلمانوں کے متعلق ان کی شرمناک ذہنیت کا پورا پُورا ثبوت ہے :۔

عجیب بات

کیا ہی عجیب بات ہے۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمانان کشمیر اپنے حقوق کے متعلق واویلا کر رہے۔ اور بار بار ریاست کو اپنی مظلومیت اور اپنے حقوق کی تباہی کی طرف توجہ دلا رہے تھے۔ اس وقت بھی ہندو اخبار ان کا مضحکہ اڑاتے تھے۔ چنانچہ چند ہی دن ہُوئے "پرتاپ" نے مسلمانان سری نگر کے ایک جلسہ کا ذکر کرتے ہُوئے جس میں کئی ہزار مسلمان شریک ہُوئے تھے۔ اس طرح تمسخر اڑایا تھا۔ کہ کئی ہزار کے مجمع میں جب کسی نے یونہی کہہ دیا کہ پولیس آگئی ہے تو تمام کے تمام لوگ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ کسی کو پیچھے پھر کر دیکھنے کی ہوش نہ رہی ایک دوسرے پر گرتے پڑتے رفو چکر ہو گئے۔ اسی طرح کہا جاتا تھا۔ مسلمانان کشمیر کر ہی کیا سکتے ہیں۔ جلسے کر کے اور ریزولیوشن پاس کر کے خواہ مخواہ اپنے لئے کانٹے بو رہے ہیں۔ بہتر ہے۔ کہ خموشی کے ساتھ زندگی کے دن گزار دیں۔ لیکن اب جبکہ انہیں تشدد کا نشانہ بنا دیا گیا۔ گولیوں سے اُن کے سینے چھید دیئے گئے سینکڑوں انسانوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ انہیں ایسے ایسے جرائم کا مجرم قرار دیا جا رہا ہے۔ جو بڑے سے بڑے انقلاب پسندوں اور تجربہ کار لوگوں کے کام ہو سکتے ہیں۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ جن حالات میں اور جن مظالم کے نیچے مسلمانان کشمیر دبے ہوئے ہیں۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی بڑے سے بڑے باغی اور انقلاب پسند کو اس قسم کے افعال کے ارتکاب کا موقعہ نہیں دے سکتا۔ جو اب مسلمانان کشمیر کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں۔ اس کی غرض سوائے اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ مسلمانوں کو جس ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ نہ صرف اس پر پردہ ڈالا جائے۔ بلکہ اور زیادہ ظلم اور تشدد کرنے کے لئے رستہ بنایا جائے :۔

ہندوؤں کو کیا ہو گیا

حکام ریاست کی یہ کوشش غیر متوقع نہیں۔ وُہ مسلمانوں پر جس قسم کے مظالم کرنے کے عادی ہیں۔ اور مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لئے انہوں نے جو سکیم تجویز کر رکھی ہے۔ اس کا تقاضا یہی ہے۔ کہ وُہ شرمناک سے شرمناک ظلم کرتے ہُوئے اپنے آپ کو حق بجانب اور مسلمانوں کو قصور وار قرار دیں۔ لیکن ہندوستان کے ان ہندوؤں کو کیا ہو گیا ہے۔ جو "آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے"! کی رٹ لگاتے اور اپنے حقوق حاصل کرنا ہر شخص

کا فرض بتاتے ہوئے نہیں تھکتے - وُہ کس مونہہ سے ریاستی حکام کے مظالم کی حمایت کر رہے - اور بیکس مسلمانوں کو اپنے معمولی حقوق طلب کرنے کی وجہ سے مجرم قرار دے رہے ہیں - کیا اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ اور ہو سکتی ہے - کہ وُہ حقوق طلب کرنا - سوراجیہ کا مطالبہ کرنا - حکومت کے کاروبار میں دخیل ہونا - حکومت کے اداروں پر قابض ہونا محض ہندوؤں کا حق سمجھتے ہیں - اور مسلمانوں کو غلامی کی زندگی بسر کرنے کی ہی اجازت دے سکتے ہیں ؛

مسلمانوں کے بیگناہ ہونے کے متعلق ہندوؤں کا بیان

گو ہندو پریس نے ریاستی حکام کے ظلم و جبر کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو ہر اس جُرم کا مجرم قرار دینا چاہا ہے جس کا ارتکاب آج تک کسی جابر اور ظالم حکومت کے خلاف سرزد ہوا " قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے " " حکومت کے خلاف سازش کرنے " تار برقی - اور ٹیلیفون کے تار کاٹ ڈالنے - پولیس پر حملہ کرنے - جیل کے دروازے توڑنے اور قیدیوں کو آزاد کرانے - بغاوت کرنے - شہر میں لوٹ مار اور آتش زنی کا ارتکاب کرنے وغیرہ کے الزامات مسلمانوں پر لگائے گئے - اور لگائے جا رہے ہیں - لیکن یہی لوگ جب مسلمانوں کی حالت زار پر نظر ڈالتے اور یہ خیال کرتے ہیں - کہ جس قسم کے تشدد اور دباؤ کے نیچے وُہ چلے آ رہے ہیں - اس نے انہیں حرکت کرنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تو خود یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں - کہ

" کشمیری مسلمانوں کے دماغ اس قابل کہاں ہیں - کہ بغاوت کا خیال تک ان میں پیدا ہو سکے - ان کے اندر اس قدر حوصلہ اور جرأت کہاں کہ جیل خانہ سے اس زیر سماعت قیدی کو چھڑا لے جانے کی منظم کوشش کر سکیں " (ملاپ ۱۷ - جولائی)

یہ بیان نہ صرف ان تمام الزامات کو غلط اور بناوٹی ثابت کر رہا ہے - جو مسلمانان سری نگر پر گولی چلانے - اور اس کے بعد تشانہ ظلم بنانے کے لئے لگائے جا رہے ہیں - بلکہ مظالم اور تشدد کے اس دردناک سلسلہ کا بھی ثبوت ہے جس نے مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیا ہے -

مسلمانوں کو پیس ڈالنے کا مطالبہ

لیکن باوجود اس کے ہندو چونکہ یہ دیکھ رہے ہیں - کہ مسلمانوں میں کچھ نہ کچھ زندگی باقی ہے - وُہ اپنے گھروں سے چل کر جیل خانہ کے دروازہ پر پہونچ گئے - اور سات ہزار کی تعداد میں پہونچ گئے - وُہ جو ریاستی پولیس مین کی شکل دیکھ کر بھاگ جانے کی کوشش کرتے تھے - انہوں نے پولیس کی لاٹھیاں کھائیں - مگر واپس نہ لوٹے - اس جُرم میں انہیں " باغی " قرار دیا جا رہا - اور یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے - کہ باغیوں کو ایسی عبرتناک سزائیں دی جائیں - جو دوسروں کے لئے تازیانہ عبرت ہوں ساتھ ہی یہ کہا جا رہا ہے :-

" حکومت نے گرفتاریوں کے سلسلہ میں اس قدر فراخدلی سے کیوں کام لیا ہے - سات ہزار حملہ آوروں میں سے صرف دو سو آدمیوں کا پکڑا جانا کوئی خاص اثر پیدا نہیں کر سکتا - چاہئے تو یہ تھا - کہ حکومت ان سات ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر لیتی - اور ان کے خلاف مقدمہ چلایا جاتا - لیکن ایسا نہیں کیا گیا - جس کا مطلب یہ ہے - کہ ۶۸ سو مسلمان قانون کے ڈنڈے کی زد سے بچ جائیں گے - اور مستقبل میں اس قسم کی جرأت کر سکیں گے "

یہ مظلوم اور بے کس مسلمانوں پر " خاص اثر " پیدا کرنے کا وُہ طریق ہے - جو ہندوؤں کی طرف سے ریاست کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے - اور اس طرح کریلے کو نیم پر چڑھا کر مسلمانوں کی تباہی کے زیادہ سامان مہیا کئے جا رہے ہیں - بہت ہی اچھا ہوتا - اگر ریاست سات ہزار مسلمان ہی گرفتار کر لیتی - اور نہتے مجمع پر بلا قصور گولی چلا کر اپنی سفاکی کا مظاہرہ نہ کرتی پھر مقدمہ چلا کر اسے مجرم ثابت کرتی - اگرچہ ریاستی عدل و انصاف مشہور عالم ہے - تاہم اگر قانون کے نام پر مسلمانوں کو سزائیں دی جاتیں - تو ریاست کے دامن پر بے گناہوں کے خون کے دھبے نہ لگتے - وُہ یتیموں - اور بیواؤں کی آہوں کا نشانہ نہ بنتی - وُہ ساری دُنیا میں اس طرح رسوا اور ذلیل نہ ہوتی ؛

مسلمان غور کریں

بہرحال مسلمانوں پر ریاست کا تشدد اور ہندو اخبارات کی طرف سے نہ صرف اس تشدد کی حمایت بلکہ زیادہ سے زیادہ اور جس قدر ممکن جبر کرنے کی تحریک اس بات کا ثبوت ہے - کہ ان لوگوں کے دلوں سے انصاف پسندی نکل چکی ہے - ان کے دل پتھر ہو چکے ہیں - ان کے نزدیک مسلمانوں کا خون کوئی حقیقت نہیں رکھتا - اور ان کے خیال میں مسلمان کہلانا ایسا جُرم ہے - جو کسی حالت میں معاف نہیں کیا جا سکتا - ان حالات میں مسلمان غور کریں - کہ ایسے لوگوں سے حفاظت کے لئے انہیں کیا کرنا چاہیئے ؛

مسلمانان سرینگر پر دوسری بار گولی چلا دی گئی

معلوم ہوتا ہے - سات ہزار کے بے ضرر اور بے گناہ مجمع پر گولیوں کی بارش برسانے اور خون کے فوارے چلانے کے بعد بھی ریاستی حکام کے کلیجے ٹھنڈے نہیں ہوئے - اور وُہ طرح طرح کے بہانے بنا کر بیچارے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اُتار رہے ہیں - چنانچہ ۱۶ - جولائی کی ایک خبر جو ہندو اخبارات نے شائع کی ہے - وُہ یہ ہے - کہ

" کل فوجی دستوں اور بلوائیوں میں تصادم ہو گیا - بلوائیوں نے سپاہیوں کی بندوقوں پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی جس کے جواب میں سپاہیوں نے ان پر گولی چلا دی - نتیجہ یہ ہوا - کہ ایک آدمی مر گیا - اور دو زخمی ہوئے - جو لوگ ۱۳ - جولائی کو زخمی ہوئے تھے - ان میں سے ۲۰ - اور ہسپتال میں مر گئے ہیں " (ملاپ ۱۹ - جولائی)

سوائے اس کے کہ سرینگر میں مسلمانوں پر دوسری بار پھر گولی چلائی گئی - جو ان کے لئے مہلک ثابت ہوئی - باقی خبر کا ایک ایک لفظ دُور از صداقت نظر آ رہا ہے - کرفیو آرڈر جاری کرنے کے بعد جب کسی مسلمان کو ہاتھ میں چھڑی لے کر گھر سے باہر نکلنے کی بھی اجازت نہیں تو کسی نے سپاہیوں کی بندوقوں پر کس طرح قبضہ کرنے کی ہمت کی ہو گی - پھر فوجی دستوں کے تصادم اور گولی چلانے کا یہ " نتیجہ " کہ ایک آدمی مر گیا - اور دو زخمی ہوئے - عقل و سمجھ سے باہر ہے - البتہ یہ ممکن ہے - کہ فوجی دستوں پر حملہ کرنے اور بندوقیں چھیننے والے تین ہی آدمی ہوں - جن میں سے ایک مر گیا - اور دو زخمی ہو گئے ؛

بہرحال یہ ظاہر ہے - کہ ظلم و ستم جاری ہے - اور چونکہ مسلمانوں کی اطلاعات قطعاً بند ہیں - اس لئے اس جبر و تشدد کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا جس کا شکار مسلمان ہو رہے ہیں مسلمانان ہند کو جلد سے جلد ان کی حالت زار کی طرف توجہ کرنی چاہیئے ؛

کانگرس کو انتباہ

مولانا شوکت علی نے اپنے ایک تازہ بیان میں یہ بالکل درست کہا ہے - کہ اگر کانگرس نے مسلمانوں سے سمجھوتہ کئے بغیر ملک میں سول نافرمانی یا بدیشی کپڑے پر پکٹنگ کی تحریک شروع کی - تو اس کا نتیجہ ہندو مسلمانوں کے فسادات ہوگا - وجہ یہ کہ جب مسلمان بار بار اعلان کر چکے ہیں - کہ وُہ کانگرس کے پروگرام سے متفق نہیں - اور کھلے طور پر بتلا چکے ہیں - کہ کانگرس کو وُہ اپنے حقوق کی دشمن سمجھتے ہیں - اور اب تو یہ بات ان لوگوں کے ایک بڑے حصہ نے بھی کہہ دی ہے - جنہیں گاندھی جی نے نیشنلسٹ مسلمان کہکر بہت کچھ تعریف و توصیف کا مستحق قرار دیا تھا - ایسی صورت میں اگر کانگرس مسلمانوں کی دوکانوں پر پکٹنگ کرے گی - جیسا کہ الہ آباد میں پکٹنگ کے متعلق پنڈت جواہر لال نے کہہ دیا - اور حکومت اسے پُرامن پکٹنگ سمجھ کر مداخلت نہ کرے گی - تو یقیناً مسلمان اس کا مقابلہ کرنے کے لئے مجبور ہونگے - اور پھر جو نتائج نکلیں گے - ان کی ذمہ وار کانگرس ہوگی - بہتر یہی ہے - کہ جب کانگرس مسلمانوں کے ساتھ مفاہمت کی کوئی صورت نہیں دیکھتی - اور ان کے ضروری مطالبات ماننے کے لئے تیار نہیں - تو پھر مسلمانوں سے کسی قسم کی چپقلش نہ کرے - انہیں ان کے حال پر رہنے دے - اور اپنے لئے جو کچھ پسند کرتی ہے - اس پر عمل کرے - رہے وُہ چند مسلمان جو کانگرس کے دام میں گرفتار ہیں - انہیں اوّل تو چاہیئے - کہ مسلمانوں کی اکثریت کے آگے جھک جائیں - اور کانگرس کا ساتھ چھوڑ کر مسلمانوں سے متحد ہو جائیں - لیکن اگر وُہ ایسا نہ کر سکیں - تو زیادہ سے زیادہ وُہ یہ کر سکتے ہیں - کہ جس علاقہ کے مسلمان ان کے سیاسی مسلک سے اتفاق کا اظہار کریں - انہی تک اپنی سرگرمیاں محدود رکھیں - عام مسلمانوں کو قطعاً مخاطب نہ کریں ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

حقیقی ایمان و یقین نبی کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے

مباہلہ میں شمولیت کیلئے احمدی احباب کی بیتابی

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ر جولائی سنہ ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کے انبیاء

ایمان کے قیام کے لئے دنیا میں مبعوث ہوا کرتے ہیں۔ دلائل دنیا میں موجود ہوتے ہیں۔ بحثوں کے سامان کافی سے زیادہ ہوتے ہیں۔ منطق کے اصول دنیا کو بھولے نہیں ہوتے۔ اور فلسفہ نے ہمیشہ اپنی حکومت اس عالم میں قائم رکھی ہے۔ مگر باوجود اس کے دنیا ایک چیز سے محروم ہو جاتی ہے۔ ایک چیز سے خالی اور تہیدست ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ

یقین اور اطمینان

ہے۔ دنیا میں کلام ہوتا ہے لیکن اس کی تاثیر اڑ جاتی ہے۔ باتیں ہوتی ہیں۔ مگر ان کا سوز جاتا رہتا ہے۔ دل ہوتے ہیں۔ مگر وہ محبت سے خالی ہوتے ہیں۔ آنکھیں نظر آتی ہیں۔ مگر نور بصارت ان سے مفقود ہو جاتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے رحم اور خاص فضل سے آسمان سے ایک نور اتارتا ہے۔ وہی

ازلی ابدی نور

جو ہمیشہ اس کی مخلوق کی راہنمائی کے لئے اترتا ہے۔ گو ہر وقت وہ ایک نئی شکل اور نیا تجسم اختیار کر لیتا ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں ایمان اور یقین پیدا کرتا ہے۔ پھر شک اور شبہ کی زندگی مٹا دی جاتی ہے۔ اور وہ جلن اور سوزش جو انسانی قلوب محسوس کر رہے ہوتے ہیں۔ ٹھنڈک سردی اور اطمینان سے بدل جاتی ہے۔

یہی واقعہ آج سے تیرہ سو سال پہلے دنیا میں ظاہر ہوا جبکہ

ساری دنیا میں تاریکی

پھیلی ہوئی تھی۔ جبکہ ساری دنیا میں بے اطمینانی پھیلی ہوئی تھی۔ جبکہ ساری دنیا میں بے ایمانی پھیلی ہوئی تھی۔ جبکہ ساری دنیا میں بداعتقادی اور بدخیالی پھیلی ہوئی تھی۔ یقین دنیا سے مٹ چکا تھا۔ اور شک و شبہات نے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ اس تاریکی کے زمانہ میں۔ ایسے شک و شبہ کے زمانہ میں۔ خدا تعالیٰ نے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم

کو مبعوث فرمایا۔ آپ کے آتے ہی روحانیت کے متعلق "شاید" اور "اگر" کے الفاظ دنیا سے مٹ گئے۔ اور ایسا یقین اور اطمینان آپ نے قلوب کو بخشا۔ کہ اس اطمینان اور یقین کی وجہ سے لوگوں کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔ اس وقت بھی دنیا میں بحثیں ہوتی تھیں۔ مگر ان کا رخ تبدیل ہو گیا۔ خیالات نے بالکل نیا پلٹا کھایا۔ اور ایک ایسی جماعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعہ قائم ہو گئی۔ جس کا لفظ لفظ یقین اور وثوق کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔ اور ایسا اس کے اندر اطمینان بھرا ہوا تھا۔ کہ اس کے سننے والوں کے دل بھی یقین اور اطمینان سے بھر جاتے تھے۔ آخر وہی

عرب کے لوگ تھے

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے تھے۔ مگر ان کی حالتیں آپ کی پاک صحبت میں بیٹھنے کی وجہ سے اور آپ کا پُر تاثیر کلام سننے کی وجہ سے بالکل بدل گئیں۔ حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں۔ قلوب کے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ کہ

ایک بیٹے نے باپ سے کہا

(وہ بیٹا اس وقت تک اسلام میں داخل نہیں ہوا تھا) کہ فلاں جنگ کے موقع پر جبکہ آپ اسلام کی طرف سے جنگ کر رہے تھے۔ اور میں کفار کی طرف سے۔ میں نے آپ کو دیکھا۔ آپ اس وقت میری زد میں تھے۔ باپ نے پوچھا۔ پھر۔ بیٹے نے کہا۔ پھر میں نے کہا یہ میرا باپ ہے۔ پس میں اپنی نظر بچا گیا۔ یہ سن کر باپ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر میں تجھے جنگ میں کسی ایسے موقع پر دیکھ لیتا۔ تو تجھے کبھی زندہ نہ جانے دیتا۔ یہ واقعہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان کے دلوں کے گوشہ گوشہ میں اللہ تعالیٰ کا پیار اور اس کی محبت کس طرح حاوی اور مسلط ہو چکی تھی۔ وہ اپنی جان۔ مال و اولاد کی اسلام کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہ سمجھتے تھے۔ جو بھی خلاف اسلام بات انہیں نظر آتی۔ جس حد تک ممکن ہوتا۔ اسے مٹانے کی کوشش کرتے ان کے یقین اور وثوق کی حد یہاں تک پہنچی ہوئی تھی۔ کہ

مدینہ منوّرہ میں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔ مردم شماری کی جائے۔ اور پتہ لگایا جائے۔ کہ کل کتنے مسلمان ہیں۔ مردم شماری کی گئی جس میں سات سو مسلمان نکلے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تعداد بتائی گئی۔ تو ساتھ ہی بعض صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں۔ اب دنیا کی کوئی طاقت ہمیں مٹا نہیں سکتی۔ خیال تو کرو۔

سات سو کی تعداد

کیا ہوتی ہے۔ پھر کتنا عظیم الشان کام ان کے سپرد تھا۔ کسی معمولی علاقہ کا فتح کرنا ان کے ذمہ نہ تھا۔ کوئی معمولی تبلیغی یا تعلیمی انتظام کرنا ان کا کام نہ تھا۔ کسی ایک ملک کو ہدایت پہنچانا۔ اور وہاں کے لوگوں کو اسلام کے رنگ میں رنگین کرنا۔ ان کے سپرد نہ تھا۔ بلکہ ان کا کام یہ تھا۔ کہ وہ ساری دنیا کو فتح کریں۔ ساری دنیا کو تعلیم دیں۔ ساری دنیا سے شرک مٹا کر اس میں توحید کے خیالات پھیلائیں۔ غرض کسی ایک قوم سے ان کا مقابلہ نہ تھا۔ کسی ایک ملک یا ایک نسل سے ان کا واسطہ نہ تھا بلکہ ساری دنیا سارے سلسلے، سارے جتھے۔ اور ساری جماعتیں ان کے مقابل پر کھڑی تھیں۔ مگر باوجود اس کے کہ اتنا

عظیم الشان کام

ان کے سپرد تھا۔ ان کے ارادے اور حوصلے اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ کہتے ہیں۔ اب تو ہم سات سو ہو گئے۔ کیا دشمن اب بھی ہم پر غالب آ سکتا ہے؟

بدر کے جنگ میں

دو نوجوانوں سے جو کچھ ظاہر ہوا۔ وہ ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے والا واقعہ ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ایک تجربہ کار جرنیل اور جنگی خاندان کے فرد تھے۔

کہتے ہیں۔ اس موقع پر ہمارے دلوں میں بہت جوش تھا۔ چونکہ مکے والوں نے ایک لمبے عرصہ تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو سخت اذیتیں پہنچائیں۔ اور دکھ دیئے تھے۔ اس لئے ہم چاہتے تھے۔ کہ اس جنگ میں اپنے دل ٹھنڈے کریں۔ ہم اسی امید اور آرزو کے ساتھ بدر میں پہنچے۔ مگر یہ امید بھی کیسی امید تھی۔ اس وقت صحابہ کی کل تعداد صرف ۳۱۳ تھی۔ اور دشمن کی تعداد ایک ہزار۔ پھر وہ دشمن بھی معمولی نہیں۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص تجربہ کار اور فنون جنگ سے پوری طرح واقف تھا۔ اور ان میں بڑے بڑے مشہور سردار تھے۔ آج کل لوگ دماغی قابلیت کی وجہ سے سردار بنائے جاتے ہیں۔ اس لئے شاید یہ سمجھنے میں دقت ہو۔ کہ سردار سے لڑائی کا کیا تعلق۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس زمانہ میں جسمانی قابلیت کی وجہ سے لوگوں کو سردار بنایا جاتا تھا۔ پس سردار کے معنے یہ ہوتے تھے۔ کہ حرب کا مشہور لڑنے والا انسان ایسے ہزار لوگوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا یہ خیال کرنا کہ آج ہم اپنے دل کے حوصلے نکالیں گے۔ جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد ۳۱۳ تھی۔ اور جبکہ لڑائی میں شامل ہونے والے مسلمان اگر لڑائی کے فنون سے بالکل نابلد نہ تھے۔ تو ان کے کامل ماہر بھی نہ تھے

ہمیں

یقین اور وثوق

پر دلالت کرتا ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے مسلمانوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ مگر ہماری جرأت کی کوئی انتہا نہیں تھی جب عبدالرحمن بن عوفؓ خود بیان کرتے ہیں۔ کہ میں انہی خیالات کی ادھیڑ بن میں تھا۔ کہ آج دشمنوں سے مقابلہ ہو۔ تو ہم اپنے دل کے حوصلے نکالیں۔ کہ اچانک میں نے اپنے

دائیں اور بائیں

دیکھا۔ تا معلوم کروں میرے دائیں بائیں کون کون ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا۔ کہ مدینہ کے دو کم عمر لڑکے جو سولہ سترہ سال کے تھے۔ میرے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میرا دل بیٹھ گیا۔ اور میری امیدوں پر پانی پھر گیا۔ میں نے خیال کیا۔ اب اگر میں لڑائی کروں تو کس برتے پر۔ مگر کہتے ہیں۔ ابھی میرے دل میں یہ خیال آیا ہی تھا۔ کہ مجھے کہنی کے ساتھ ایک لڑکے نے اپنی طرف متوجہ کیا۔ میں نے جب دیکھا۔ تو ایک نوجوان نہایت آہستگی سے تاکہ دوسرا لڑکا نہ سن لے کہنے لگا۔ چچا وہ ابوجہل کون ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیفیں دیا کرتا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ میں اس کو ماروں۔ کہتے ہیں۔ ابھی اس نوجوان کا یہ فقرہ ختم نہ ہونے پایا تھا۔ کہ دوسرے نے مجھے آہستگی سے کہنی ماری اور پوچھا۔ چچا وہ ابوجہل کون ہے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیفیں دیا کرتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے۔ میں اسے ماروں۔ عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں۔ میں یہ سنکر ہکا بکا رہ گیا۔ کیونکہ باوجود جنگ کا تجربہ رکھنے اور دل کھول کر لڑنے کا ارادہ کرنے کے یہ خیال میرے دل میں بھی نہ آیا

تھا۔ کہ میں ابوجہل کو ماروں۔ ابوجہل اس وقت

قلب لشکر میں

تھا۔ اور اس کے سامنے عکرمہ اس کا بیٹا اور ایک اور جرنیل ننگی تلوار کا پہرہ دے رہے تھے۔ اور عکرمہ ایسا دلیر اور جری انسان تھا جس نے اسلام لانے کے بعد دو دو ہزار لشکر کا اکیلے مقابلہ کیا ہے۔ ایسا بہادر شخص اس کے سامنے ننگی تلوار کا پہرہ دے رہا تھا۔ اور پھر وہ قلب لشکر میں تھا۔ جہاں پہنچنا سخت مشکل ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر عکرمہ دوہرا فرض ادا کر رہا تھا۔ ایک بحیثیت بیٹا ہونے کے۔ اور ایک بحیثیت سپاہی ہونے کے۔ دوسرا بھی کوئی مشہور جرنیل عکرمہ کے ساتھ تھا۔ عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں۔ میں نے حیرت کے ساتھ اپنی انگلی اٹھائی۔ اور کہا۔ وہ جو لشکر کے درمیان کھڑا ہے۔ اور جس کے آگے دو جرنیل ننگی تلواریں لئے ہوئے ہیں۔ وہ ابوجہل ہے۔ میرا یہ فقرہ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا۔ کہ وہ دونوں یوں جھپٹے جس طرح باز ایک چڑیا پر حملہ کرتا ہے۔ وہ قلب لشکر میں گھس گئے۔ اور انہوں نے ابوجہل کو زخمی کرکے گرا دیا۔ گو بوجہ ناتجربہ کاری کے اسے قتل نہ کر سکے۔ مگر اسے کاری زخم لگا۔ اور اسی جگہ میں وہ ہلاک ہو گیا۔ یہ ہے وہ ایمان اور یقین جو اللہ تعالیٰ کے انبیاء لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا کرتے ہیں۔ میں نے یہ واقعات اس

لذت کے اظہار کے لئے

سنائے ہیں جس کے متعدد سامان موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لوگوں کے دلوں میں یقین اور ایمان پیدا کرکے ہمارے لئے مہیا فرما دیئے ہیں۔ میں نے پچھلے سے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں اعلان کیا تھا۔ کہ ایک شخص نے جو امیر جماعت اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ ہمیں

مباہلہ کا چیلنج

دیا ہے۔ میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ اس مباہلہ میں ایک ہزار آدمی ہماری طرف سے شامل ہوں۔ اور ایک ہزار آدمی ان کی طرف سے۔ تا اس مباہلہ کا اثر ہر رنگ میں وسیع اور نمایاں ہو۔ لیکن اس وقت جس وقت میں اعلان کر رہا تھا۔ میں بھی ان جذبات کا اندازہ نہیں کر سکتا تھا۔ جو جذبات جماعت کے دوستوں کے اب میرے سامنے آئے ہیں۔ آج کل قریباً ساری ڈاک ایسے ہی خطوط سے بھری ہوتی ہے جنہیں خواہش اور آرزو کی جاتی ہے۔ کہ ہمیں بھی مباہلہ میں شامل کیا جائے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح پندرہ پندرہ دن کا بھوکا بھیڑیا ایک ڈھور دیکھے تو اس پر جھپٹتا ہے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے دوست بھی مدتوں سے انتظار کر رہے تھے۔ اور وہ اس تلاش میں تھے۔ کہ انہیں کوئی موقع ملے اور وہ اس میدان میں نکلیں۔ کیا یہ

عجیب بات

نہیں کہ مخالف فریق کی طرف سے تو یہ بحث ہو رہی ہے۔ کہ ایک سے زیادہ کے ساتھ مباہلہ جائز بھی ہے یا نہیں۔ اور یہاں یہ حال ہے۔ کہ بعض جگہ سے مباہلہ میں شامل ہونے کے لئے تاریں آ رہی ہیں۔ اور وہ بھی ایسے الفاظ میں۔ کہ گویا ایک حریص آدمی کے سامنے ایک مزیدار

دعوت کا سامان رکھ دیا گیا ہے۔ اور وہ بے اختیار کہہ رہا ہے کہ اس دعوت سے مجھے بھی محروم نہ رہنے دیا جائے۔ تاریں آ رہی ہیں۔ خطوط آ رہے ہیں۔ رجسٹری خطوط پہنچ رہے ہیں۔ اور پھر ان میں لکھنے والے ایسی لجاجت اور خوشامد کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ پڑھتے ہوئے یہ خیال آتا ہے۔ کہ لکھنے والا آخر میں یہ لکھنے والا ہے۔ کہ مجھے سارا خزانہ دے دیا جائے۔ مگر لکھا یہ ہوتا ہے۔ کہ خدا کے لئے مجھے اس

مباہلہ سے محروم نہ رکھا جائے

اگر ہٹانا بھی پڑے۔ تو کسی اور کو ہٹا دیں۔ مجھے نہ ہٹائیں۔ پھر

نوجوانوں کی طرف سے

الگ خطوط آ رہے ہیں۔ بڈھوں کی طرف سے الگ۔ کئی بوڑھے ہیں۔ جو لکھتے ہیں۔ اگرچہ ہماری عمر ۷۰۔۸۰ سال کی ہو گئی ہے۔ مگر عمریں خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اس مباہلہ میں شامل ہونے والوں میں ہمارا نام ضرور رکھا جائے۔ اور نوجوان لکھتے ہیں۔ بڈھوں نے بہت خدمت کر لی ہے اب ہم نوجوانوں سے کام لیا جائے۔ اور اس مباہلہ میں نوجوانوں کو ہی پیش کیا جائے۔ پھر

عورتوں کی درخواستیں

آ رہی ہیں۔ جن میں وہ لکھتی ہیں۔ مرد ہم سے کوئی زیادہ حقدار نہیں۔ کہ انہیں مباہلہ میں شامل ہونے کے لئے کہا گیا ہے۔ اور ہمیں موقعہ نہیں دیا گیا پھر بعضوں کے تو پہلے ہی شکایت نامے پہنچ گئے ہیں۔ کہ قادیان والوں نے جب خطبہ سنا ہو گا۔ تو فوراً اپنا نام پیش کر دیا ہو گا۔ اور اس طرح ہزار کی تعداد پوری ہو گئی ہو گی۔ قادیان والوں میں سے کوئی مباہلہ میں شامل نہ ہو سکے سب باہر کے ہوں۔ کیونکہ قادیان والے آگے ہی ہر تحریک میں سبقت لے جاتے ہیں۔ پھر کوئی یہاں تک کہہ رہا ہے کہ ان سب باتوں کو خدا پر چھوڑ دو۔

قرعے ڈال لو

جس کا نام نکلے۔ اسے مباہلہ میں شامل کر لیا جائے۔ اور جس کا نہ نکلے اسے نہ شامل کیا جائے۔ غرض ان خطوط کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی صداقت پر ہماری جماعت کو ایسا یقین اور وثوق حاصل ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ پھر بعض تو یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ

استخارہ کی شرط

میں نے کیوں رکھی ہے۔ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مانا تھا۔ تو سوچ اور سمجھ کر ہی مانا تھا۔ اب استخارہ کیسا؟ گو یہ انکی غلطی ہے جیسا کہ میں آگے چلکر بتاؤں گا۔ مگر یہ تمام باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ جماعت کا کثیر حصہ ایسے یقین اور وثوق کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان لایا ہے۔ کہ وہ مباہلہ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ گویا ایک بہترین دعوت ہے۔ جو ان کے سامنے آئی۔ اور ایک بہترین ترقی کا موقعہ ہے۔ جو انہیں ملا۔ آج ہی ایک ایسے

نوجوان کا خط

آیا ہے جس سے بہت سے قصور اور غلطیاں سرزد ہوئی تھیں۔ اور ایک زمانہ میں تو ہم سمجھتے تھے۔ شاید وہ جماعت سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اُس نے لکھا ہے۔ بیشک مجھ سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ مگر مجھے اس مُباہلہ میں ضرور شامل کیا جائے۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آئندہ مَیں اپنی اصلاح کروں گا۔ اور خواہش رکھتا ہوں۔ کہ سال بھر قادیان میں ہی رہوں ۔ اور اپنی اصلاح کروں۔

غرض اس قسم کے خطوط آ رہے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے حیرت ہوتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دلوں پر کیسا تصرف کیا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ ان میں سے بعض خطوط کو شائع کیا جائے۔ تا دشمنوں کو معلوم ہو۔ کہ ہماری جماعت کتنا اخلاص اور یقین رکھتی ہے۔

یہ ایمان اور وثوق ہے۔ جو خود اپنی ذات میں

سلسلہ کی صداقت کا نشان

ہے۔ ورنہ کونسا انسان دنیا میں ایسا ہو سکتا ہے۔ جو دلوں کو یقین اور وثوق سے بھر دے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہوتی ہے۔ جو دلوں کو طاقت دیتی ہے۔ اور ان میں نورِ ایمان بھر دیتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی ایسی حالت نہیں ہوتی۔ میں نے کئی بار سنایا ہے۔ ایک دفعہ جب میں شملہ گیا۔ تو وہاں کی مقامی آریہ سماج کے سکرٹری صاحب جو گریجوائٹ تھے۔ مجھ سے ملنے آئے۔ اور باتوں باتوں میں کہنے لگے۔ حضرت مرزا صاحب سے آپ کو کیا ملا۔ میں نے کہا۔ مجھے آپ سے یقین اور اطمینان ملا۔ کہنے لگے۔ یہ تو ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ مَیں نے کہا۔ ایسا یقین جس کی وجہ سے انسان اپنی جان دیدے۔ مَیں اس کا نام یقین نہیں رکھتا۔ کئی جگہ ایسا ہوا ہے۔ کہ عیسائی مشنری مارے گئے۔ مگر انہوں نے اپنے مذہب کو نہیں چھوڑا۔ اگر ایک جگہ دس عیسائی مارے گئے۔ تو ان کی جگہ بیس اور چلے گئے۔ مَیں اس کا نام یقین نہیں رکھتا۔ بلکہ مَیں

یقین کا معیار

ہی جداگانہ رکھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ مجھے قرآن کے متعلق یقین ہے۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اور میں ہر جگہ کہنے کو طیار ہوں۔ کہ اے خدا اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اور اگر مَیں اسے تیرا کلام کہنے میں باطل پر ہوں۔ تو تیری لعنت مجھ پر اور میرے بیوی بچوں پر پڑے۔ اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ اگر آپ کو بھی ویدوں پر ایسا ہی یقین ہے۔ جیسا مجھے قرآن پر۔ تو آپ بھی اسی طرح کہیں۔ وہ کہنے لگے۔ آپ میرے بیوی بچوں کا کیوں ذکر کرتے ہیں۔ صرف میری ذات کو رہنے دیں۔ حالانکہ اگر واقعی وید خدا کی طرف سے ہیں۔ تو بیوی اور بچوں کا ذکر آنے سے ڈرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ مگر وہ میرے بار بار اصرار کے باوجود یہی کہتے رہے۔ کہ یہ طریق ٹھیک نہیں۔ بیوی بچوں کا ذکر نہیں آنا چاہیئے۔ مَیں نے کہا۔ بہت سے انسان اپنی اوپر لعنت لینے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اپنے بیوی اور بچوں پر لعنت پڑنا گوارا نہیں کر سکتے۔ گو ایسے بھی انسان ہوتے ہیں۔ جو باوجود جھوٹے ہونے کے اپنے بیوی بچوں پر بھی لعنت ڈال لیتے ہیں۔ مگر ایسے انسان ہزار میں سے ایک کی نسبت سے ہونگے۔ مگر باوجود میرے متواتر کہنے کے وہ اس طرح کی قسم کھانے پر آمادہ نہ ہوئے۔

اب تک ہمارے مخالفوں کے سامنے جب بھی مباہلہ کا سوال آیا۔ انہوں نے ایسی ایسی باتیں کیں۔ جو

شریعت کے خلاف

تھیں۔ کبھی تو کہدیا۔ کہ مباہلہ کے بعد فریقِ مخالف کی شکلیں سؤر یا بندر کی ہو جائیں۔ کبھی کہدیا۔ ایک منٹ میں عذاب آ جائے کبھی کہدیا کڑاہ میں کود جاؤ۔ یا مینار سے کود پڑو۔ جو بچ جائے۔ وہ سچا۔ کبھی کہدیا۔ ہم مباہلہ میں تب شامل ہونگے۔ جب مباہلہ کے بعد ہفتہ عشرہ کے اندر اندر نتیجہ نکل آئے۔ کبھی ایسے ایسے عذابوں کی خواہش کی۔ جن کا بھیجنا اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے۔ غرض ہمیشہ ہمارے مخالفین نے

دعوت مباہلہ

کو کئی قسم کے بہانوں سے ٹالا۔ اور کوشش کی۔ کہ یہ پیالہ اُن کے سامنے سے ہٹ جائے۔ مگر کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت اس دعوت میں شامل ہونے کے لئے بیقرار ہے اور وہ التجائیں کرتی ہے۔ کہ مباہلہ سے انہیں محروم نہ رکھا جائے۔ یہ جوش اور اخلاص جو اللہ تعالیٰ نے صداقت کے اظہار کے لئے ہماری جماعت کو بخشا ہے۔ اپنی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اور اگر کوئی سوچنے والا ہو۔ تو اس کے لئے اس جوش اور اخلاص کو دیکھ کر ہی سلسلہ کی صداقت پر ایمان لانا کچھ مشکل نہیں رہتا۔

اس کے بعد مَیں

استخارہ کے متعلق کچھ

بیان کرنا چاہتا ہوں۔ قادیان کے بعض لوگوں کو بھی اور باہر بھی بعض دوستوں کو اس کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ انہوں نے خیال کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت یا وفاتِ مسیح اسی طرح کی باتیں جن کے متعلق ہمارا یقین ہے۔ کہ یہ درست ہیں۔ ان کے لئے استخارہ کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ مگر دراصل وہ انہوں نے سمجھا نہیں۔ استخارہ اللہ تعالیٰ کی ان

عظیم الشان نعمتوں میں سے ایک نعمت

ہے۔ جو دوسرے مذاہب کو حاصل نہیں۔ باقی جس قدر مذاہب ہیں ان میں دعائیں پائی جاتی ہیں۔ مگر استخارۂ مسنونہ کا طریق ان میں نظر نہیں آتا۔ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو دیکھ کر کسی نے انفرادی طور پر اسے اختیار کر لیا ہو۔ مگر قومی طور پر کسی نے اس کو ویسے قائم نہیں رکھا۔ جیسے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا ہے۔ انفرادی طور پر اگر کسی مذہب کے بزرگ نے ایسا کیا ہو۔ تو یہ علیحدہ بات ہے مگر استخارہ کرنا اسلام کے سوا اور کسی مذہب کا جزو نہیں۔ پس استخارۂ مسنونہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اور اس کے خاص فضلوں میں سے ایک بہت بڑا فضل ہے۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ کوئی چیز اپنی ذات میں اچھی ہے یا نہیں۔ بلکہ ہو سکتا ہے۔ ایک چیز اپنی ذات میں تو اچھی ہو مگر اس کے درمیانی واسطے ایسے ہوں۔ جو کسی شخص کے لئے ضرر رساں ہوں۔ ایسی تمام باتیں جن میں شریعت کا کوئی خاص حکم موجود نہ ہو۔ ان میں استخارہ کرنا ضروری ہوتا ہے مگر جن باتوں کا حکم ہے۔ اور شریعت کہتی ہے کہ ان پر ایمان لاؤ۔ ان صریح احکام پر استخارہ نہیں۔ اب مباہلہ کرنا شریعت کا حکم نہیں بلکہ وہ ایک موقع کی بات ہے۔ اگر کوئی شخص مباہلہ کا اہل ہو۔ اور اس میں شروط پائی جائیں۔ تو مباہلہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ حکم نہیں۔ کہ ہر مسلمان اپنی زندگی میں کم از کم ایک دفعہ ضرور مباہلہ کرے۔ غرض شریعت کی وہ باتیں جن میں خاص حکم نہیں ہوتا۔ ان میں استخارہ ضروری ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی

تقدیر مُبرم

ہو۔ اور اسے کوئی خاص تکلیف پہنچنے والی ہو۔ جسے دشمن اپنے مباہلہ کا اثر قرار دے لے۔ اور کہہ سکتا ہو۔ کہ اس پر یہ عذاب مباہلہ کی وجہ سے آیا۔ ایسا شخص جب استخارہ کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ اگر مناسب سمجھیگا۔ تو اس تقدیر کو ٹلا دیگا۔ اور یا اسے مباہلہ میں ہی شامل ہونے نہیں دیگا۔ غرض ایسے انسان کے ساتھ دو سلوکوں میں ایک سلوک ضرور ہوگا۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس کی تقدیر کو ٹلا دیگا۔ اور یا اسے مباہلہ کنندگان میں سے نکال دیگا۔ پس اگر کسی انسان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی تکلیف مقدر ہو۔ جو عذاب سمجھی جائے۔ اور دشمن اسے مباہلہ کا اثر قرار دے سکے۔ تو اللہ تعالیٰ استخارہ کی وجہ سے یا تو اس تکلیف کو دور کر دیگا۔ اور یا اسے مباہلہ میں شامل ہونے نہیں دیگا۔ تو استخارہ اس بات کے لئے نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ وفاتِ مسیح کا مسئلہ درست ہے۔ یا غلط۔ بلکہ اس بات کے لئے ہے۔ کہ انسان دعا کرے۔ الٰہی اگر اس مباہلہ میں میرا شامل ہونا کسی کی ٹھوکر کا موجب ہو۔ تو اس میں شمولیت سے بچا لے۔ اور اگر اس میں میرا شامل ہونا

اسلام کی فتح

اور احمدیت کی ترقی کا موجب ہے۔ تو مجھے شامل ہونے کی توفیق عطاء فرما۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ بعض دفعہ انسان اپنے اعمال کی شامت سے ایسے نتائج کا محل بننے والا ہوتا ہے۔ جو دشمن کی نگاہ میں قابلِ اعتراض ہوں۔ ایسی صورت میں یا تو اللہ تعالےٰ اُن بد نتائج سے اسے بچا لیگا۔ اور یا اسے مباہلہ میں شامل ہونے نہیں دیگا۔ تو استخارہ اہم سے اہم امور میں نہ صرف جائز۔ بلکہ ضروری ہے۔ مثلاً شادی کا حکم ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے شادی نہ کی اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔ اس کی عمر ضائع گئی۔ مگر یہ حکم نہیں۔ کہ فلاں عورت سے ضرور شادی کرو۔ عورت کا انتخاب ہم خود کرتے ہیں۔ مرد دیکھتا ہے۔ عورت اس کے لئے موزوں ہے یا نہیں۔ اور عورت دیکھتی ہے کہ مرد اس کے مناسب حال ہے۔ یا نہیں۔ اس لئے باوجود اس کے کہ شادی کرنے کا حکم ہے استخارہ ضروری ہوتا ہے۔ پس استخارہ کسی کمزوری کی علامت نہیں۔ بلکہ ایمان کی علامت ہے۔ جنہوں نے اپنے جوش اور اخلاص میں یہ لکھا ہے۔ کہ جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنے پورے یقین کے ساتھ صادق مانا۔ تو پھر آپ کی صداقت کے متعلق مباہلہ کرنے کے لئے استخارہ کی کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے شریعت کی باریکیوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ خیال کیا۔ ورنہ اگر وہ شریعت کی باریکیاں جانتے۔ تو سمجھتے۔ کہ جتنا یہ ضروری امر ہے۔ اتنا ہی اس میں استخارہ کرنا بھی ضروری ہے۔

اس کے بعد میں قادیان کے دوستوں کو بھی۔ اور باہر کے دوستوں کو بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مباہلہ کے لئے جسقدر جماعت کے دوستوں کے نام آئیں گے۔ ان میں سے

ایک ہزار نام

بعض اصول کے ماتحت چنے جائیں گے۔ گو بعض دوستوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے۔ کہ بغیر موصی اور تہجد خوان اور کسی کو اس مباہلہ میں شامل نہ کیا جائے۔ اور گو یہ شرطیں اس قابل نہیں۔ کہ انہیں تسلیم کیا جائے۔ مگر بہر حال انتخاب بعض

شرائط کے ماتحت

ہوگا۔ بعضوں نے لکھا ہے۔ ہم سفر پر تھے۔ اس لئے اپنا نام جلدی نہ بھیج سکے۔ بعض لکھتے ہیں۔ اخبار ہم نے دیر سے پڑھا۔ اس لئے نام بھیجنے میں دیر ہو گئی۔ ایسے تمام دوستوں کو اطلاع ہو جانی چاہیئے کہ جب سب نام جمع ہو جائیں گے۔ تو ان میں سے مباہلہ میں شامل ہونے والوں کا انتخاب کیا جائیگا۔ جو مناسب ہوگا اسے لے لینگے اور بعضوں کو چھوڑنا بھی پڑے گا۔ کیونکہ میں نے صرف ایک ہزار آدمی چننا ہے۔ پس دوستوں کو یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ چونکہ اب دیر ہو گئی ہے۔ اور نام پورے ہو چکے ہوں گے۔ اس لئے اب نام نہ بھیجیں۔ بلکہ اپنے نام برابر بھیجتے جائیں۔ جب گفتگو انتہا کو پہنچ جائیگی۔ تو مباہلہ کنندگان کی لسٹ شائع کر دی جائیگی لیکن کوشش کی جائیگی کہ ایسے آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ جن کی احمدیت کی مقامی جماعت تصدیق بھی کرتی ہو۔ پس وہ تمام آدمی جن کا نام چنا جائیگا۔ ایسے ہوں گے جن سے یا تو میں خود ذاتی طور پر واقف ہوں گا یا جن سے ایسے واقف جن پر میں اعتبار کر سکوں۔ وہ ان کے واقف ہوں۔ اور پھر

تقویٰ اور طہارت رکھنے

والے بھی ہوں۔ اور پھر اسباب کا بھی لحاظ رکھنا پڑیگا۔ کہ اگر ایک جماعت کی طرف سے ہزار آدمی پیش ہوئے اور ان میں سے سو آ

مخلص ہیں۔ مگر ایک دوسری جماعت کی طرف سے ایک آدمی پیش ہوا تو ہم اس لئے کہ دوسری جماعت بھی مباہلہ میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے۔ اس ایک آدمی کو لے لینگے۔ اور سو میں سے ایک مخلص کو ہٹا دیں گے۔ تا سب جماعتیں اس سے حصہ لے سکیں۔ جبکہ ہماری جماعت نے اس مباہلہ کو دعوت سمجھا ہے۔ تو دعوت میں سب جماعتوں کا ہمیں لحاظ رکھنا پڑے گا۔ اور اگر مباہلہ ہو جائے۔ تو مومن کے لئے واقعی یہ ایک دعوت ہی ہے۔ اور اس پر

مومن کو خاص فخر

ہو سکتا ہے۔ حدیثوں میں جہاں تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم کے ماتحت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مباہلہ پر آمادگی کا ذکر آتا ہے وہاں چونکہ عام طور پر ایسی روایتوں کے راوی شیعہ ہیں۔ یا ایسے ہیں جو شیعیت کی طرف مائل تھے۔ اس لئے وہ کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مباہلہ میں اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر نکلے تھے۔ کیونکہ وہ خوب سمجھتے تھے۔ کہ ایسے موقع پر مومنوں پر

اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت

برستی ہے۔ اس وقت جبکہ مومن لعنت مانگ رہا ہوتا ہے۔ در اصل بیچ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کر رہا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیء۔ میری رحمت ہر چیز پر وسیع ہے۔ حتی کہ میرے غضب پر بھی حاوی ہے۔ تو اگر مخالفین پر دس لاکھ خدا کی طرف سے لعنتیں اتریں۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ مومنوں پر دس لاکھ رحمتیں نہ اتریں۔ بلکہ اگر وہاں دس لاکھ لعنتیں اتریں گی۔ تو مومنوں پر ان سے کئی لاکھ زیادہ رحمتیں بھی اتریں گی۔ کیونکہ اس کی رحمت اس کے غضب پر بھی حاوی ہے۔

پس مباہلہ سچے انسان کے لئے بڑی بھاری

روحانی دعوت

ہے۔ اور جب یہ دعوت ہے۔ تو کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ اس دعوت سے بعض جماعتوں کو محروم رکھا جائے۔ اس وجہ سے ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک جماعت کے اگرچہ پندرہ بیس مخلص احمدی ہوں۔ مگر دوسری جگہ کے صرف چند معمولی احمدی ہوں۔ تو چند کی خاطر بعض مخلصین کو چھوڑ دیا جائے تا ساری جماعتیں اس میں حصہ لے سکیں۔ غرض یہ انتخاب مختلف حالات کو دیکھ کر ہوگا۔ لوگوں کو گھبرانا نہیں چاہیئے بالکل ممکن ہے۔ ان کو لے لیا جائے۔ اور بعض پرانے صحابیوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اگرچہ بعضوں نے یہ لکھا ہے۔ کہ مباہلہ میں صرف پرانے لوگوں اور صحابیوں کو لے لیا جائے۔ مگر یہ ٹھیک نہیں۔ اس کے مقابل پر نئے لوگوں کو بھی یہ کہ پرانے لوگوں نے بہت خدمتیں کی ہیں۔ اب بھی موقع ملنا چاہیئے۔ کہ اس میدان میں نکلیں۔ اور یہ دلیل گو پورے طور پر صحیح نہ ہو۔ مگر بالکل بے وزن بھی نہیں ہے۔ بہر حال

ناموں کا انتخاب

کیا جائیگا۔ اور جن کو شامل کیا جائیگا۔ ان کی فہرست شائع کر دی جائیگی۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ایسے موقعہ پر دعاؤں پر خاص زور دینا چاہیئے پس ان ایام میں

خصوصیت سے دعائیں کرو

بلکہ وہ لوگ جو مباہلہ میں شامل نہ ہو سکیں۔ اپنے بھائیوں کی دعاؤں سے مدد کریں۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مباہلہ نہ بھی ہو۔ اور فریق مقابل شریعت کی مقرر کردہ شرائط کو نظر انداز کر کے مباہلہ پر آمادہ نہ ہو۔ تب بھی وہ تمام لوگ جنہوں نے مباہلہ میں شامل ہونے کے لئے اپنے نام پیش کئے ہیں۔

قادیان میں اکٹھے ہوں

تا اللہ تعالیٰ سے اسلام کی ترقی اور احمدیت کے غلبہ کے لئے خاص طور پر دعا کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی جائے۔ کہ وہ اسلام اور احمدیت کی ترقی کے لئے کوئی غیر معمولی نشان دکھائے۔ مگر ابھی یہ تمام باتیں قبل از وقت ہیں جس وقت فیصلہ ہو جائیگا اس وقت ان باتوں پر غور کر لیا جائیگا۔ البتہ میں ابھی سے

تمام دوستوں کو نصیحت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ وہ خصوصیت سے دعائیں کریں۔ تا اللہ تعالیٰ اپنا کوئی چمکتا ہوا نشان دکھائے۔ ایک خاص نشان جو احمدیت کو دنیا پر غالب کر دے۔ تا ایسا ہو کہ لیظہرہ علے الدین کلہ کا وہ نظارہ جو مسیح موعود کے زمانہ سے مختص ہے۔ اسے پورا ہوتے دیکھ کر اسلام کی فتح اور دوسرے مذاہب کی شکست ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ اللھم آمین ؛

حیفا میں انصار اللہ

مولوی جلال الدین صاحب شمس کی گزشتہ ہفتہ کی رپورٹ میں یہ پڑھ کر مجھے بہت ہی خوشی ہوئی ہے۔ کہ حیفا کی جماعت احمدیہ نے اپنے آپ کو بصورت و خوبترتیب دیگر مضافات میں تبلیغ کا کام شروع کر دیا ہے چنانچہ وہاں چار پارٹیاں مختلف جہات میں ایک ہی وقت میں تبلیغ کے لئے نکلیں۔ اور خوش کن نتائج کے ساتھ واپس آئیں۔ ہندوستان اور پنجاب کی جماعتیں بھی میدان تبلیغ میں قدم آگے بڑھائیں۔ فاستبقوا الخیرات یا انصار اللہ

ناظر دعوت و تبلیغ سلسلہ احمدیہ (قادیان)

اظہار تشکر

میں اپنی ان بہنوں اور بھائیوں کا بہت بہت شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میرے بچہ عزیز عبدالحق حنیف سلمہ کے امتحان۔ بی۔ اے میں کامیابی کے لئے میری درخواست پر دعاؤں سے مجھے امداد دی اور اس کی کامیابی پر ناچیز کو مبارکباد دی کہیں اور زبانی دیں الحمد للہ علی احسانہ۔ یہ توقع رکھتی ہوں۔ کہ اس کی آئندہ ترقیات اور خادم اسلام بننے کیلئے بھی دعائیں کرتے رہیں گے ۔ (ناچیز سکینۃ النساء از قادیان)

مراسلات

اصحابِ ثلاثہ کے ایمان و خلافت کا ثبوت
شیعہ صاحبان کی توجہ کے قابل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "حکم عدل" ہونیکی حیثیت سے جن مذہبی جھگڑوں کا بدلائل قویہ و حجج نیرّہ فیصلہ فرمایا۔ ان میں سے ایک شیعہ سُنی نزاع بھی ہے۔ حضورؑ نے اصحاب ثلاثہ (حضرت ابوبکر، عمرؓ، عثمان رضی اللہ عنہم) کے ایمان اور خلافتِ حقہ کا اعلان فرماتے ہوئے اپنی کتاب "سرّ الخلافۃ" میں اہل شیعہ کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ جس کے جواب میں شیعہ صاحبان نے لا متناہی سکوت اختیار کر کے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر مُہر کر دی

شیعہ صاحبان نہ صرف یہ کہ اصحابِ ثلاثہ کے ایمان و خلافت کے مُنکر ہیں۔ بلکہ ان مقدس ہستیوں کو گالیاں دینا جز و ایمان خیال کرتے ہیں۔ اس وقت ہم اصحابِ ثلاثہ کے ایمان و خلافت کا ایک ثبوت اہل سشیعہ کے مسلّمات سے پیش کرتے ہیں :

خدا تعالیٰ قرآنِ مجید سورۂ فتح رکوع ۳ میں فرماتا ہے لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم ..... ویھدیکم صراطًا مستقیمًا" یعنی خدا تعالےٰ سب مومنوں سے راضی ہؤا۔ جبکہ (اے نبیؐ) انہوں نے آپؐ کی درخت کے نیچے بیعت کی۔ خدا تعالیٰ اُنکے ایمان اور نیک ارادوں کو جانا۔ اور ان پر سکینت نازل فرمائی۔ ..... اور (خدا تعالےٰ اپنے نشانات کے ذریعہ) ان کو صراطِ مستقیم کی ہدایت کریگا۔

(الف) اِس آیت کے نیچے علاّمہ کاشانی اپنی تفسیر "خلاصۃ المنہج" میں (جو اہل شیعہ کی کتاب ہے) فرماتے ہیں۔

"آنحضرت صلعم فرمودند بدوزخ نرود یک کس ازاں مومناں کہ در زیرِ شجر بیعت کردند و ایں را بیعت الرضوان نام نہادہ اند۔ بجہت آنکہ حق تعالیٰ درحق ایشاں فرمود کہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک آدمی بھی ان مومنوں میں سے دوزخ میں نہ جائیگا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ اور اس کا نام "بیعت الرضوان" رکھا اِس لحاظ سے کہ خدا تعالےٰ نے ان کے حق میں فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین الخ۔

(ب) شیعہ صاحبان کی کتاب "کشف الغمہ" میں ہے۔

"ازجابر بن عبداللہ انصاری روایت است کہ ما در آں روز ہزار و چہار کس بودیم۔ در آں روز من از آنحضرت صلعم شنیدم کہ آنحضرت صلعم خطاب بحاضراں نمود و فرمود کہ شما بہترین اہل روئے زمین اند و ما ہمہ در آں روز بیعت کردیم و کسے از اہل بیعت نکث نہ نمود مگر اجد بن قیس کہ آں منافق بیعت خود را شکست"۔ یعنی جابر بن عبداللہ انصاری کی روایت ہے۔ کہ اس روز ہم ۱۴۰۰ آدمی تھے۔ اس روز میں نے خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے یہ فرماتے سُنا کہ تم تمام روئے زمین پر بسنے والوں سے بہتر ہو۔ اس روز ہم سب نے بیعت کی۔ اور بیعت کرنے والوں میں سے کوئی نہ پھرا۔ مگر اجد بن قیس کہ اس منافق نے خود اپنی بیعت توڑ دی۔

اب قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت اور آخر الذکر روایتوں سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہیں۔

(۱) درخت کے نیچے بیعت کرنے والے سب مومن تھے۔

(۲) وہ تمام کے تمام (بجز اجد بن قیس کے جس نے خود اپنی فسخ بیعت کا اعلان کیا) جنتی ہیں۔

(۳) بیعت کرنیوالے کل ۱۴۰۰ آدمی تھے۔

(۴) وہ لوگ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں سے بہتر تھے۔

(۵) خدا تعالیٰ نے ان کی صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کی۔

"بیعت الرضوان" کا واقعہ متفقہ طور پر صلح حدیبیہ کے موقعہ پر ہؤا۔ اور اس میں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی شمولیت شیعہ صاحبان کو بھی مسلّم ہے۔ حضرت عثمانؓ کے متعلق شیعہ صاحبان کی مستند ترین کتاب "فروع کافی" میں بیعت رضوان کے ضمن میں لکھا ہے۔ "انطلق عثمانُ ..... وبایع رسول اللہ المسلمین وضرب رسول اللہ باحدی یدیہ علی الاخریٰ لعثمان وقال المسلمون طوبیٰ لعثمان طاف بالبیت وسعیٰ بین الصفا والمروۃ فقال رسول اللہ صلعم ما کان لیفعل فلمّا جاء عثمان فقال رسول اللہ أطفت بالبیت؟ فقال ما کنت لا طوف بالبیت ورسول اللہ لم یطف بہٖ" (فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۱۵ کتاب الروضۃ)

جب حضرت عثمان رضؓ (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نمائندہ ہو کر مکّہ کی طرف) گئے (اور آپ کے بعد آپ کی کفار کے ہاتھ سے شہادت کی غلط خبر مشہور ہوئی تو) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں سے بیعت لی۔ اور اپنا ایک ہاتھ اپنے دوسرے ہاتھ پر حضرت عثمان رضؓ کی بیعت لینے کے لئے مارا۔ تو سب مسلمانوں نے کہا۔ کہ عثمان رضؓ کس قدر خوش قسمت ہے۔ اس نے کعبہ کا طواف اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی ہوگی۔ (یعنی حج کی نعمت سے مشرف ہوئے ہونگے۔) اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عثمان رضؓ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔ پس جب حضرت عثمانؓ آئے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا۔ کیا آپ نے طواف کعبہ کیا؟ حضرت عثمان رضؓ نے جواب دیا۔ میں کیسے طواف کعبہ کر سکتا تھا۔ جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف نہ کیا تھا۔

اِس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت عثمان رضؓ بھی ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔

(۲) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ کی بجائے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر ان کی بیعت لی گویا حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔

(۳) سب مسلمانوں کو حضرت عثمان رضؓ کی اس خوش قسمتی پر رشک آتا تھا

(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توقع کے عین مطابق حضرت عثمان رضؓ نے اپنی بے نظیر محبت نبوی اور پوری اطاعت کا ثبوت "و رسول اللہ صلعم لم یطف بہٖ" کہہ کر دیا۔

پس حضراتِ ثلاثہ کا عموماً اور حضرت عثمان رضؓ کا خصوصاً مومن اور جنتی ہونا ثابت ہے۔

علاوہ ازیں شیعہ صاحبان سے مندرجہ ذیل سوالات حل طلب ہیں۔

(۱) جب آپ کے مسلّمات کی رو سے اصحاب ثلاثہ بیعت رضوان میں شامل تھے۔ اور بیعت رضوان میں شامل ہونیوالے سب کے سب (بجز اجد بن قیس کے) مومن اور جنتی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مندرجہ بالا نصوص کے مطابق اصحابِ ثلاثہ (حضرت ابوبکر و عمر و عثمانؓ) کو جنتی تسلیم نہ کیا جائے؟

(۲) "کشف الغمہ" کی مندرجہ بالا روایت کے مطابق ۱۴۰۰ اصحاب نے اس دِن بیعت کی تھی۔ گویا ۱۴۰۰ مومنین کا جنتی ہونا آپ کے مسلّمات کی رو سے ثابت ہے۔ مگر آپ لوگ تو صرف چھ یا سات آدمیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے مومن مانتے ہیں۔ اور باقی سب صحابہ کو کافر و منافق!

(۳) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو ید اللہ فوق ایدیھم والی آیت میں اپنا ہاتھ قرار دیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کو بوجہ "ید الرسول" ہونے کے "ید اللہ" تصور نہ کیا جائے؟

(۴) جب مندرجہ بالا استدلال کے مطابق حضرت عثمانؓ کا ہاتھ "ید اللہ" ہے۔ تو حضرت ابوبکر و عمرؓ کی خلافت بھی انہی کی بیعت خلافت "ید اللہ" (حضرت عثمانؓ) نے کی) ثابت ہوئی۔ اور ان تمام مسلمانوں کا ایمان بھی ثابت ہوا

سیالکوٹ میں مسلمانانِ کشمیر کی حمایت میں جلسے

خاص جلسہ

۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۶ بجے شام انجمن اصلاح کشمیرہ سیالکوٹ کے دفتر میں انجمن مذکور کی قیادت میں معاملات کشمیر کے متعلق ایک خاص اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں سیالکوٹ کے معتدد مسلمان اصحاب بلالحاظ فرقہ شامل ہوئے دو گھنٹہ کی بحث کے بعد کشمیری کمیٹی کے نام سے ایک انجمن کا انعقاد قرار پایا۔ جس میں مندرجہ ذیل پچیس اشخاص نے اپنے نام پیش کئے:

(۱) مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میر

(۲) مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب

(۳) شیخ عبد القادر صاحب بیرسٹر ایٹ لاء

(۴) خواجہ عبد السمیع صاحب پال اثر صہبائی ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

(۵) ملک ضیاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل

(۶) میر عبد السلام صاحب بی۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ

(۷) ماسٹر کرم الٰہی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل ومیونسپل کمشنر

(۸) ملک جلال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل

(۹) ملک عبد الغنی صاحب سینیئر وائس چیرمین میونسپل کمیٹی سیالکوٹ

(۱۰) آغا غلام حیدر صاحب رئیس ومیونسپل کمشنر

(۱۱) مستری محمد حسین صاحب میونسپل کمشنر

(۱۲) خواجہ خادم دین صاحب 〃 〃

(۱۳) شیخ جان محمد صاحب 〃 〃

(۱۴) حاجی محمد عبد اللہ صاحب 〃 〃

(۱۵) خواجہ عبد اللطیف صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

(۱۶) خواجہ فیروز الدین۔ فیض

(۱۷) میاں محمد حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل

(۱۸) میاں محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار

(۱۹) میاں رحیم بخش صاحب 〃

(۲۰) محمد اعظم صاحب بی۔ اے

(۲۱) شیخ حاجی اللہ رکھا صاحب چرم مرچنٹ

(۲۲) شیخ ظہور احمد صاحب سپورٹس مرچنٹ

(۲۳) حکیم عبد الغنی صاحب شجر

(۲۴) حاجی سلطان احمد صاحب ٹرنک مرچنٹ

(۲۵) ماسٹر حسن محمد صاحب میونسپل کمشنر

جلسہ عام

بتاریخ ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۸½ بجے رات زیر اہتمام انجمن اصلاح کشمیرہ سیالکوٹ مسلمانان سیالکوٹ کا عام جلسہ مظلومین کشمیر کے متعلق زیر صدارت میر عبد السلام صاحب بی۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ منعقد ہوا۔ جس میں بہت سے علماء، وکلاء اور رؤساء نے شمولیت فرمائی۔ ان میں سے ذیل کے اصحاب خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

(۱) مولانا مولوی حاجی محمد ابراہیم صاحب میر

(۲) مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ

(۳) خواجہ عبد السمیع صاحب پال ایم۔ اے۔ وکیل

(۴) ملک ضیاء اللہ صاحب بی اے وکیل

(۵) ملک جلال الدین صاحب بی اے وکیل

(۶) مولوی غلام فرید صاحب صدر احرار اسلام سیالکوٹ

(۷) ماسٹر حسن محمد صاحب میونسپل کمشنر

(۸) میاں محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار

حاضری تقریباً ۱۵ سے ۲۰ ہزار تھی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد کارروائی جلسہ شروع ہوئی:

نور محمد صاحب مہاجر ممبر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں نے ایک دل گداز نظم کشمیر کے متعلق پڑھی جس نے حاضرین کو بے حد متاثر کیا۔ اور لفظ لفظ پر اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے رہے۔ مولوی غلام فرید صاحب نے اسلامی فتوحات کی شان وشوکت کے اصل الاصول پر بحث فرماتے ہوئے اسلاف کی تاریخی زندگی پر روشنی ڈالی۔ اور نہایت پرجوش الفاظ میں مسلمانوں کو متحدہ طور پر مظلومین کشمیر کی اعانت کی دعوت دی۔ حاضرین میں ایک خاص ہیجان تھا۔ جس کا اظہار وہ نعرہ ہائے تکبیر سے کرتے رہے۔ مولوی صاحب نے فرمایا مسلمان اسی وقت تک غلامی اور رسوائی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ جب تک موت سے ڈرتے تھے لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دیتے ہیں:

اس کے بعد مولوی عصمت اللہ صاحب نے اسلامی رواداری کا نقشہ کھینچا۔ اور مظلومین کشمیر کی پردرد داستان سنائی۔ جس سے مسلمانوں کے دل رنج والم سے بھر گئے۔ اور حکومت کشمیر کی بربریت پر ہر طرف سے لعنت اور ملامت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ حاضرین نے نہایت جوش وخروش سے مظلومین کشمیر کی اعانت کے لئے ہر ممکن کوشش کا وعدہ کیا۔

مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے ایک ریزولیوشن کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آج مسلمانوں پر ہر طرف سے سختیاں کی جارہی ہیں۔ کوئی قوم اور کوئی ملک ایسا نہیں جو ان کو مٹا دینے کے درپے نہ ہو۔ مگر دشمنوں کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمان اب بیدار ہو چکا ہے۔ یہ مٹانے والے کو مٹا کر رہے گا۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ حکومت کشمیر کو یہ لازم ہے کہ اب شرمناک حرکات سے تائب ہو کر مسلمانان کشمیر کی حق رسی کرے اور ان کے مطالبات کو پورا کرے۔ ورنہ وہ سمجھ لے اس نے اپنے جبر وستم سے صرف مسلمانان کشمیر کے دلوں کو زخمی نہیں کیا۔ بلکہ دنیائے اسلام کو رنج پہنچا کر اسے اپنا مخالف بنالیا ہے:

خواجہ عبد السمیع صاحب پال اثر صہبائی نے ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کشمیر میں ہندو مسلم کا سوال نہیں بلکہ ظالم مظلوم کا معاملہ ہے۔ اس سے تمام دنیائے اسلام کو رنج پہنچا ہے۔ جس کا نتیجہ حکومت کشمیر کے لئے نہایت خوفناک ہوگا۔ حکومت کے لئے ضروری ہے کہ جلد سے جلد نقصانات کی تلافی کرے:

اس جلسہ میں حسب ذیل ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔

(۱) مسلمانان سیالکوٹ کا یہ جلسہ وائسرائے ہند سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ریاست کشمیر کے معاملات میں مداخلت کرے۔ اور ایک آزاد اور غیر جانبدار تحقیقاتی کمیٹی مقرر کرے۔ جو ان مظالم کی تحقیقات کرے۔ جو ساری ریاست میں بالعموم اور سری نگر میں بالخصوص نہتے اور بے گناہ مسلمانوں پر توڑے گئے تھے۔ اور توڑے جارہے ہیں۔ محرک مولانا مولوی محمد ابراہیم صاحب۔ مؤید: عبد السمیع صاحب پال

(۲) مسلمانان سیالکوٹ کا یہ جلسہ ان مسلمانان کشمیر کو جو قرآن مجید کی توہین کی انسداد کی سعی میں موت کا پیالہ پی چکے ہیں۔ قابل تعریف سمجھتا ہے۔ اور تمام مجروحین کی خدمت حسنہ کا تہ دل سے اقرار کرتا ہے نیز مسلمانان کشمیر سے مالی اور جانی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔ اور انہیں یہ فرض منصبی یاد دلاتا ہے کہ رضائے الٰہی اور عظمت اسلام کے لئے ہر ایسے حکم کی اطاعت پر موت کو ترجیح دینی چاہیئے جو اسلامی شریعت کے خلاف اور شعار الہیہ کے ترک کرنے کے لئے کسی حکومت سے صادر ہو۔ محرک میر عبد السلام صاحب بی۔ اے۔ امیر جماعت احمدیہ۔ مؤید۔ ملک ضیاء اللہ صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل:

(۳) مسلمانان سیالکوٹ کا یہ جلسہ مہاراجہ کشمیر سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ تیس لاکھ مسلمانان کشمیر کے جائز مطالبات پر توجہ فرمائیں۔ اور ہندو مہا سبھائی دفتری حکومت اور آریہ سماجی کابینہ وزرات میں جلد از جلد ایسی خوشگوار تبدیلی پیدا کریں۔ کہ انکی رعایا سے انصاف ہو سکے۔ محرک۔ جناب عبد السمیع صاحب پال۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ وکیل مؤید مولانا عصمت اللہ صاحب مبلغ

(۴) اس جلسہ کی رائے میں حکومت کشمیر کا نہتے مسلمانوں پر گولی چلانے کا حکم دینا۔ جو کہ اپنے معزز بھائی کے مقدمہ میں حکم سننے کے لئے ہری پربت جیل کے دروازہ پر جمع ہوئے تھے۔ اور ان میں سے ۹ آدمیوں کو مار ڈالنا! اور بیسیوں کو زخمی کر دینا تمام مسلمانان ہندوستان کے دلوں کو زخمی کر دینے کے مترادف ہے۔ لہذا اس خلاف انصاف فعل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ محرک۔ مولانا مولوی عصمت اللہ صاحب مبلغ۔ مؤید مولانا مولوی حاجی محمد ابراہیم صاحب میر۔ خواجہ فیروز الدین فیض جنرل سیکرٹری انجمن اصلاح کشمیرہ سیالکوٹ

بے روزگاری سے نجات

اگر آپ کم سرمایہ سے معقول منافع چاہتے ہیں۔ تو ہم سے جین۔ جاپان۔ فرانس۔ یورپ امریکہ۔ اور ہندوستانی ملوں کے تازہ چالان کے بالکل نئے اور دلکش نہایت ہی دلفریب ڈیزائن کے پارچہ جات سالم تھان اور کٹ پیس منگوا کر تجارت کریں۔

سینپل کی گانٹھ پچاس روپے میں بھیجی جاتی ہے۔ اس سے یکصد روپے کے کپڑے تیار ہو سکتے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگ دو صد یا زائد روپے کی گانٹھیں تھوک نرخ پر طلب کرکے فائدہ اٹھائیں۔ بڑے بیوپاری ولایتی ربند گانٹھیں ساڑھے چارصد سے ۸ سو روپے یا زائد کی رعایتی نرخ پر طلب کریں۔ جو کسی کمپنی سے ایسا مال اسی نرخ پر نہیں ملے گا مال گاڑی کا پورا

> پُرانے کوٹوں کا موسم آ رہا ہے۔ ابھی سے آرڈر بھیجیں۔ تاکہ وقت پر مال گاڑی سے مال آسانی سے پہنچ جائے۔ جملہ گانٹھیں امریکہ کی سربند ہونگی۔ مال نہایت عمدہ نئے کے برابر ہوگا

کرایہ پارچات یا کوٹوں کا بذمہ کمپنی ہوگا۔ برساتی کوٹ نئے عمدہ درجہ دوم ساڑھے سات روپے فی عدد اور درجہ اول ۹ روپے ۱۲ آنے فی عدد کے حساب سے طلب کریں۔

جلد آرڈر دیں ہمراہ پچیس فیصدی کے حساب سے رقم پیشگی آنی لازمی ہے۔ بوٹوں اور سلیپر وں کے خریدار بھی خط و کتابت سے طے کریں۔

معقول تنخواہ اور کمیشن پر دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے جو تھوڑا بہت سرمایہ رکھتے ہوں۔ نیک نیتی سے روزگار کرنیوالے فوراً معاملہ طے کریں۔

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ برانچ آفس بمبئی ۸

سیرۃ النبی جلد ثالث پر تنقیدی نظر

ہر احمدی پر اس کا دیکھنا فرض ہے باعث ازدیاد ایمان ہوگا جس میں سیرۃ النبی جلد ثالث پر ناقدانہ نظر ڈالکر ڈاکٹر محمد عمر صاحب بی۔ ایم۔ ایس نے ان لغزشوں پر علمی روشنی ڈالی ہے۔ جو مصنف نے اس معرکتہ الآراء کتاب میں کی ہیں۔ اور یہ ضروری کردیا ہے کہ جو لوگ سیرۃ النبی جلد ثالث پڑھیں۔ وہ اس تنقید پر بھی نظر ڈالیں۔ اس کتاب کی صرف چند کاپیاں باقی ہیں۔ قیمت فی جلد ۸

ملنے کا پتہ

شوکت تھانوی زردمحل
امام باڑہ آغا باقر لکھنؤ

حضرت خلیفہ اول رضؓ

مولٰنا مولوی حکیم نورالدین صاحب شاہی طبیب کے نام نامی سے کون واقف نہیں۔ ہم ان کے چند مجربات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ منگوا کر صحت حاصل کریں۔ اور ان کو دعا دیویں۔

مقوّی — حضرت مولوی صاحب کی مجرب دوا جو کہ ہر قسم کی مردانہ کمزوریوں کے دور کرنے کیواسطے ہی جبکہ اس کی تعریف میں اکسیر کا لفظ لکھا ہوا ہے تو پھر اسکی تعریف کی ضرورت باقی نہیں رہتی قیمت ۵۰ گولی صرف تین روپیہ علاوہ محصولڈاک

خنازیر — حضرت مولوی صاحب کی خنازیر یعنی ہجیروں کے دور کرنے کے واسطے نہایت عمدہ دوا ہے، صرف اسکے کھانے سے ہی خدا کے فضل سے خنازیر رفع ہونگی۔ قیمت صرف دو روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

دمہ — مثل مشہور ہے کہ دمہ دم کیساتھ جاتا ہے۔ لیکن خطرہ کی بات نہیں۔ اگر آپکو دمہ کی مرض ہی تو حضرت مولٰنا کی دمہ کی نہایت مفید دوا استعمال کرکے اس نامراد مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرکے حق باریتعالیٰ کا شکریہ ادا کریں۔ قیمت دو روپیہ بارہ آنہ علاوہ محصولڈاک۔

بخار — یہ بخار کا نسخہ گو حضرت مولٰنا کا نہیں ہے۔ لیکن ایک نہایت لائق ڈاکٹر کا نسخہ ہے جو کہ ہم کو دستیاب ہوا ہے۔ بخاروں کے اتارنے کے لئے نہایت عجیب ہے۔ قبض اسکی سے دور ہو جاتی ہے۔ بخار بھی اُتر جاتا ہے۔ ہر ایک گھر میں ایک شیشی ضرور رہنی چاہیئے قیمت پچاس گولی عہ علاوہ محصولڈاک

پتہ:۔ **منیجر دی سادات میڈیکل ڈیپارٹمنٹ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)**

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج وغم میں مبتلا رہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہوکر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔

قیمت فی تولہ عہ :

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا۔

حبّ مقوّی اعصاب

فولادی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے جسم کو توانا بنانے۔ رنگ سُرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں۔

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ ۸ ر

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

کیا امتحان انگریزی سے آپ یا آپکے بچے اب بھی گھبرائیں گے؟

دیکھئے جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب عباسی اوورسیر بین پوری کیا فرماتے ہیں۔ مصنف کا کس زبان سے شکریہ ادا کیا جائے۔ کہ اس نے جدید انگلش ٹیچر ایسی کتاب شائع کرکے طلباء اور انگریزی سے بالکل نابلد اشخاص کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ **میرے ایک عزیز دوست جو کئی سال سے متواتر الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں صرف انگریزی میں فیل ہو رہے تھے۔ محض اس کتاب کی بدولت جس میں بقول کسی کے دریا کو کوزہ میں بھر کر دکھلایا گیا ہے۔ پاس ہو گئے۔**

صفحہ ۳۰۰ دوسرا سیکنڈ ایڈیشن۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔

اگر ایک لائق استاد کا کام نہ دے، تو کل قیمت معہ محصولڈاک واپس کردی جائیگی ؛

قمر برادرز (الف) شملہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— سکندر آباد کے فسادکے سلسلہ میں پولیس نے اب تک تقریباً ۸۰ مسلمانوں کا چالان عدالت میں پیش کیا ہے۔ جن کے خلاف آئندہ کارروائی کرنے کے لئے ایک ہفتہ کا ریمانڈ لیا ہے۔ مسلمانوں کی مزید گرفتاریوں کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ہندو تاحال کوئی گرفتار نہیں ہوا۔ سکندر آباد کے مسلمان سخت بے چین اور خوف زدہ ہیں۔ گرفتاریوں کے بعد مسلمانوں کی غیر حاضری میں ان کے عیال و اطفال کی عزت و آبرو بھی سخت خطرہ میں ہے۔ افسران متعلقہ ضلع ملتان کو اس معاملہ میں خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے۔ اور ناکردہ گناہ اور مظلوم مسلمانوں کو ہندوؤں کی خواہشات کی بھینٹ نہ چڑھانا چاہیئے ؎

—— ۱۸ جون۔ شاہدرہ متصل لاہور کے قریب موٹر لاری کا ایک خوفناک حادثہ ہؤا لاری پوری رفتار سے لاہور سے گوجرانوالہ کی طرف جا رہی تھی کہ سامنے سے ایک تانگہ آگیا۔ ڈرائیور نے موٹر کو ایک طرف موڑنا چاہا۔ مگر اس کی کیکر کے ایک بڑے درخت سے ٹکر لگی اور لاری پاش پاش ہوگئی۔ لاری میں کل ۱۸ اشخاص تھے۔ تین تو اسی وقت ہلاک ہوگئے۔ ۱۴ اشخاص شدید زخمی ہوئے جنہیں ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد کی اطلاع ہے کہ زخمیوں میں سے چار اور مر گئے ہیں۔ ؎

—— رنگون۔ ۱۸ جولائی۔ ایک دن میں ڈکیتی کی ۹ وارداتیں ہوئیں۔ ان میں سے پانچ وارداتیں باغیوں نے کیں۔ ایک واردات میں انہوں نے ایک دیہاتی کو مار ڈالا دوسرے موقعہ پر پولیس نے باغیوں پر فائر کئے جن میں سے ایک باغی ہلاک اور متعدد مجروح ہوئے لیکن بھاگ گئے ؎

—— ۱۸ جولائی۔ تقریباً بارہ بجے دن کے دیانند اینگلو سنسکرت (?) اینڈسٹریل سکول لاہور کا ایک چپڑاسی امپریل بنک سے ۷۰۰ ۴ روپے لے کر بائیسکل پر واپس آ رہا تھا۔ چار اشخاص تانگہ پر اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ کالج کے قریب عدالت خفیفہ کے سامنے انہوں نے چپڑاسی کو پکڑ لیا۔ اور روپیہ چھین کر بھاگنے لگے۔ لیکن شور و غل سن کر لوگ پہنچ گئے۔ دو آدمی گرفتار ہوئے اور دو آدمی بھاگ گئے ؎

—— امرتسر۔ ۱۸ جولائی۔ اخبار مزدور کسان کے ایڈیٹر مسٹر نرائن سنگھ کے خلاف اس جرم میں مقدمہ دائر کیا گیا ہے کہ انہوں نے یکم مئی کے پرچہ میں ایک تصویر شائع کی ہے جو ہانٹ ٹون پریس لاہور میں چھپی ہے حالانکہ وہ سوائے نئے ڈیکلریشن داخل کرنے کے کسی دوسرے مطبع سے اپنے اخبار کا کوئی حصہ طبع نہیں کرا سکتے تھے۔ ملزم کو دو سو روپے کی ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ اور سماعت ۸ اگست تک ملتوی ہوگئی ؎

—— بمبئی۔ ۱۹ جولائی۔ پرائیویٹ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ ریاست جوناگڑھ میں بمقام دراول ہندو مسلم کی وجہ سے چھ ہندو ہلاک اور چھ شدید مجروح ہوئے ؎

—— بمبئی۔ ۱۹ جولائی۔ ٹائمز آف انڈیا بنگلور کی ایک اطلاع کی بناء پر رقمطراز ہے کہ کل شام پولیس نے بولیو کے ایک مظاہرے پر گولی چلا دی۔ جس سے ۵ آدمی ہلاک اور ایک سو مجروح ہوئے کہا جاتا ہے کہ پولیس نے ان کارکنوں کو جو کام کرنے سے انکاری تھے۔ کارخانہ کے احاطہ سے باہر نکالنے کی کوشش کی۔ پولیس پر سنگ باری کی گئی۔ پولیس نے لاٹھیوں سے حملہ کیا اور جب اس کا اثر نہ ہوا۔ تو فائر کر دئے ؎

—— مدراس۔ ۱۹ جولائی۔ پدوکوٹہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں کلر قوم کے آدمیوں اور مسلمانوں میں فساد ہوگیا۔ فساد کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ مسلمان کلروں سے بھاری سود لیتے تھے۔ جس کے ادا کرنے سے کلروں نے انکار کر دیا۔ پدوکوٹہ سے ریزرو فوج کا ایک دستہ انتظام کے لئے بھیجا گیا ہے

—— جھنگ کی خبر ہے۔ کہ ایک ڈاکٹر لچھمن داس بانی پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن نے اپنے لئے ایک دوائی تیار کی جس میں غلطی سے پانی کی بجائے تھم اسٹر کیناڈ الدیا جو ایک ہولناک زہر ہے اور خوراک پی گئے۔ انہیں فوراً ہی اپنی غلطی کا علم ہو گیا۔ اور ڈاکٹر طلب کیا لیکن زہر نے چند منٹوں کے اندر ان کا خاتمہ کر دیا ؎

—— ۱۸ جولائی۔ گاندھی جی وائسرائے ہند کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تین گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی۔ ملاقات سے واپسی پر گاندھی جی نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ سے کہا کہ صورت حالات ویسی ہی ہے جیسی ۱۵ جولائی کو تھی جب میں شملہ آیا تھا۔ آج کی گفتگو معاہدہ دہلی کے متعلق تھی۔ پنڈت جواہر لال بھی شملہ پہنچ گئے ہیں۔ اور چالیس منٹ تک وائسرائے سے گفتگو کرتے رہے معلوم ہوا ہے۔ دوبارہ ملاقات کے لئے گاندھی جی چہار شنبہ تک شملہ رہیں گے ؎

حالاتِ کشمیر

(ہندو اخبارات کی اطلاعات کی بنا پر)

مسلمانِ کشمیر کی حالت زار کے متعلق مسلمان اخبارات میں کبھی مسلمان نامہ نگار کی طرف سے نہ تو کوئی تار شائع ہوا ہے اور نہ کوئی مراسلت۔ اس کے مقابلہ میں ان خبر رساں ایجنسیوں کے علاوہ جو ہر موقع پر مسلمانوں کے پہلو کو نہ صرف تاریکی میں رکھنے کے عادی ہیں۔ بلکہ بھیانک شکل میں پیش کرتی ہیں۔ ہندو اخبارات میں خاص نامہ نگاروں کی طول طویل مراسلات شائع ہو رہی ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ جہاں مسلمانوں کی ڈاک پر پابندیاں عائد ہیں۔ وہاں ہندوؤں کو کھلے طور پر اجازت ہے۔ کہ جو کچھ چاہیں۔ مسلمانوں کے خلاف شائع کراتے رہیں۔ انہی مراسلات کی بنا پر ذیل کے حالات مرتب کئے جاتے ہیں۔ ؎

سری نگر ۱۷ جولائی۔ سنا ہے پوسٹ آفس پر بھی حملہ ہوا ہے آئندہ حفاظت کے لئے فتح کدل سے مہاراج گنج تک پکٹنگ کا انتظام کیا گیا۔ شاہ ہمدانی مسجد پر کافی جمعیتہ رکھی گئی۔ نواں بازار میں فائر کرنا پڑا جس سے سنا جاتا ہے۔ کہ دو آدمی ہلاک ہوئے۔ پتھروں سے بہت سے ہندو زخمی کئے گئے۔ اور بہت سے ہندوؤں کو لوٹا گیا۔ باہر کے کئی مقامات سے ہندوؤں کی بربادی کی خبریں آ رہی ہیں وچار ناگ کے ساہوکاروں کے متعلق سنا ہے۔ انہیں برباد کر دیا گیا ہے۔ ان کا کچھ بھی نہیں چھوڑا۔ ایک ہندو کی چوٹی کاٹ دی گئی۔ اور اسے کلمہ پڑھایا گیا۔ ابھی تک پوسٹ مینوں کو روپیہ بوجہ تقسیم کے لئے نہیں دیا جاتا۔ ہندو دفتروں میں آنے سے ڈرتے ہیں۔ چیف جسٹس یودھ راج۔ خان بہادر شیخ عبد القیوم۔ پنڈت جیالال اور مسٹر سعید الدین شاہ فسادکی تحقیقاتی کمیٹی کے ممبر ہیں۔ صفا کدل کے ہندوؤں پر ایک اور حملہ کیا گیا۔ لیکن فوج وقت پر پہنچ گئی۔ فوج نے گولی چلائی جس سے ایک ہلاک اور دو مجروح ہوئے۔ ایک دوکاندار محمد عبد اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کی دوکان کی تلاشی لی گئی۔ تو وہاں سے ہندوؤں کو ہلاک کرنے اور لوٹنے کا پروگرام ایک صندوق سے دستیاب ہوا۔ بنوں اور دیگر مقامات کے بہت سے ایجی ٹیٹروں کے خطوط بھی پائے گئے۔ بلوائیوں کے چالان جلدی پیش کئے جائیں گے سشن جج مقامات سنیں گے۔ ان کو اختیارات دئے گئے ہیں جہاں اور جس طرح چاہیں۔ اسی طرح مقدمہ سنیں۔ مسلمانوں کو باہر پھرنے کی اجازت نہیں۔ مسجدوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو جمع کر لیا جاتا ہے۔ اور جو کچھ بتانا ہوتا ہے۔ وہاں ہی بتا دیا جاتا ہے۔ باہر گاؤں میں بائیسکلوں پر جا کر اور ذرائع سے لوگوں کو اطلاع پہنچا دی جاتی ہے۔ کہ فلاں وقت آ جائیں۔ پیغام سنایا جائیگا ؎

سری نگر ۱۹ جولائی۔ ابھی تک سری نگر میں فوجیں نظر آتی ہیں۔ جو رات کے وقت گلیوں میں گشت لگاتی ہیں۔ موجودہ قانون کے رو سے جو لوگ قابل ضمانت ہیں۔ انہیں ضمانت پر رہا کیا۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؎